توحید و شرک کا قرآنی تصور

پروفیسر احمد رضا خاں

تحریک مطالعہ قرآن

توحید و شرک کا قرآنی تصوّر

از

پروفیسر احمد رضا خانؒ
گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

زیر اہتمام

تحریکِ مطالعہ قرآن
المرکز الاسلامی والٹن روڈ لاہور
0322-4280455

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : توحید وشرک کا قرآنی تصور
کاوش : پروفیسر احمد رضا خاں
مطبع : سٹی گرافکس پرنٹرز، لاہور
تعداد اشاعت دوم : 1000 جنوری 2010ء
قیمت : 150 روپے

ملنے کے پتے

☆ جامعہ المرکز الاسلامی مین والٹن روڈ لاہور کینٹ
☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور ☆ شبیر برادرز 40 اُردو بازار لاہور
☆ مکتبہ اہلِ سنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور
☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور ☆ ادارہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور
☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور
☆ مکتبہ حریت 22 اُردو بازار لاہور ☆ ادارہ مسعودیہ 5،6/2۔ای ناظم آباد کراچی

حسنِ ترتیب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	انتساب	06
2	پیش لفظ	07
3	عقیدہ کی اہمیت	13
پہلا باب	توحید وشرک کا بنیادی تصور	15
5	عبادت کسے کہتے ہیں؟	17
6	توحید کیا ہے؟	19
7	ذات وصفاتِ باری تعالیٰ	19
8	صفاتِ باری تعالیٰ کا مزید بیان	26
9	صفاتِ باری تعالیٰ کی نوعیت وخصوصیت	30
10	حاصلِ کلام	33
11	شرک کیا ہے؟	35
12	شرک کی ممانعت وتکفیر	37
دوسرا باب	مخلوق کی صفات اور اُن کی نوعیت وخصوصیت	39
14	مخلوق کی صفات کا تفصیلی بیان	41
15	علم ومشاہدہ	41
16	طاقت وقدرت، مدد ونصرت اور حکم واختیار	45
17	اشتراکِ لفظی اور حقیقت ومجاز کا بیان	51

18	اشتراکِ لفظی اور حقیقت و مجاز کی مزید قرآنی مثالیں	56
19	مخلوق کی صفات کی نوعیت و خصوصیت	73
20	حاصلِ کلام	76
21	مزید وضاحت ....سوالاً جواباً	77
تیسرا باب	مشرکین کے عقائد و اعمال اور اسلامی عقائد و اعمال	81
23	اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد قرار دینا	85
24	اللہ تعالیٰ کے علاوہ اوروں کو الٰہ قرار دینا	87
25	وسیلہ و توسّل اور سفارش و شفاعت	91
26	خبردار......ہوشیار	102
27	محبت و عقیدت اور تعظیم و توقیر	104
28	خوف و خشیت	109
29	تصرّف و اختیار اور مدد و استمداد	110
30	تحت الاسباب اور فوق الاسباب کا مغالطہ اور وضاحت	113
31	محبوبانِ الٰہی کے تصرّف و اختیار کی ایک قرآنی جھلک	114
32	مدد و استمداد کی قرآنی جھلک	116
33	آخرت کے اُمور اور محبوبانِ الٰہی کا تصرّف و اختیار	124
34	حاصلِ کلام	129
35	سماعِ موتیٰ کے حوالے سے مغالطہ اور اس کی وضاحت	130
36	سماعِ موتیٰ / مُردوں کے سننے کا واضح ثبوت	136
37	نداء و پکار	149

38	حکم و اختیار	162
39	نذر و نیاز	165
40	اہلِ ایمان اور مشرکین کے عقیدہ و عمل کا تقابلی جائزہ	171
41	چند اہم سوالات اور ان کے جوابات	174
42	غیر اللہ کے نام پر مشہور ہونے والا جانور حلال یا حرام؟	174
43	کوئی جانور کب حرام ہوتا ہے؟	176
44	لفظ......اُهِلَّ......کا بیان	176
45	نئے تراجم و تفاسیر کے حوالے سے انتباہ!	180
46	وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ...... کی وضاحت	181
47	اہلِ ایمان کے تحفے، ہدیے، صدقے اور اللہ کے نام پر ذبح ہونے والے جانور؟	182
48	مزید شرکیہ عقائد و اعمال	184
49	خلاصۃ الکتاب	186
50	تعارف تحریکِ مطالعۂ قرآن	189

اطلاع

اس ایڈیشن کی جملہ آمدن مستقلاً تحریکِ مطالعۂ قرآن کے لیے وقف ہے۔
قرآنی تعلیمات عام کرنے کا ذوق و احساس رکھنے والے احباب
اپنے پیاروں کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے مفت تقسیم
کرنا چاہیں تو خاص رعایت کے لیے رابطہ کریں۔

انتساب

راہِ حق کے اُن محتاط مسافروں کے نام

جو......

نہ تو کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر اور اس جیسا سمجھتے ہیں

اور

نہ توحید کے نام پر محبوبانِ الٰہی کی تنقیص کرتے ہیں

پیش لفظ

مذہبی اختلافات کی تاریخ کا گہرا اور منصفانہ مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ بلادِ عرب میں آٹھویں صدی ہجری کے آغاز میں ابن شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے دور میں اُمّتِ مسلمہ کی اجماعی راہ سے انحراف کرکے جو نئے نئے تصورات متعارف کروائے گئے تھے اور علماءِ حق نے اُن کی بروقت خبر لی اور پُر زور تردید کرکے فتنے کو مزید بڑھنے سے روک دیا مگر بارھویں صدی ہجری کے وسط سے دینِ اسلام کے مسلّمات کو متنازعہ بنا کر اُمّتِ مسلمہ کے اتحاد میں جس بہت بڑے شگاف واختلاف کی باقاعدہ بنیاد رکھی گئی، اُس کے اثرات ایسے پھیلے کہ برِصغیر پاک وہند بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ بلادِ عرب اور برِصغیر پاک وہند میں جن افراد اور اُن کی کتابوں نے اُمّتِ مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ کرنے کی ''خدمت'' انجام دی، اُن کی دعوت وتحریر میں حیرت انگیز حد تک مکمل مماثلت ومشابہت پائی جاتی ہے۔ توحید وشرک اور سنّت وبدعت کے جو نئے تصورات وہاں از سرِ نو متعارف کروائے گئے تھے اور اپنے چند مٹھی بھر پیروکاروں کے سوا دنیا کے کثیر التعداد مسلمانوں کو جس طرح مشرک اور بدعتی قرار دیا گیا تھا، بالکل وہی تجربہ یہاں دُہرایا گیا۔ اس سے یہ ناقابلِ تردید تاریخی حقیقت مزید واضح ہو جاتی ہے کہ دونوں کے پیچھے ایک ہی قوت کارفرما ہے۔ یہ اُسی برطانوی اثر ورسوخ ہی کی ''برکت'' ہے کہ آج ہر جا توحید وشرک اور سنّت وبدعت پر صدیوں کے عقائد ومعمولات سے ہٹ کر نئے نئے عقیدے پھیلانے کے لیے مدرسوں پر مدرسے قائم اور جماعتوں پر جماعتیں منظم ہیں۔

نام کوئی بھی ہوں اور نام بدلتے بھی رہتے ہیں، کام وہی پرانا ہے، کوئی اڑھائی سو سال پرانا۔ اور پھر عالمی جنگ عظیم اوّل کے بعد عرب میں ترکوں کی خدمت وسلطنت کے خاتمہ کی کامیاب سازش کے بعد برطانوی استعمار کی سرپرستی میں باقاعدہ تحریری معاہدے کے ذریعے نیا بندوبست قائم ہونے کے بعد اس مشقِ ستم کو سرکاری سرپرستی حاصل ہے۔ مخصوص ترجمہ وتفسیر اور دیگر مسلکی وفرقہ وارانہ کتب کی اشاعت ومفت تقسیم، حرم کعبہ اور دیگر مقامات پر برصغیر کے اُردو زبان سمجھنے والے حجاج کرام کے لیے خصوصی دروس کا اہتمام، پاکستان میں مسلکی مساجد ومدارس کی تعمیر اور انتظام وانصرام کے لیے براہِ راست خطیر رقوم کی فراہمی سے لوگ بخوبی آگاہ ہیں۔

وہاں بھی توحید وشرک کے نئے تصورات کی بنیاد دو (02) نکات پر تھی اور یہاں بھی وہی دو نکات تمام تر تبلیغ کا مرکزی محور ہیں۔

1- قرآن مجید کی جن آیات میں مشرکین کے بتوں کو نادان وبے خبر، عاجز ولاچار اور بے بس وبے کار بتایا گیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں، انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاءِ عظام علیہم الرضوان پر چسپاں کر کے انہیں بھی بتوں کی طرح نادان وبے خبر، عاجز ولاچار اور بے بس وبے کار ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔

2- قرآن مجید کی جن آیات میں بتوں کو الٰہ (خدا) سمجھنے، اُن سے توسّل کرنے اور اُن سے مدد طلب کرنے والوں کو مشرک اور اُن کے عقائد واعمال کو شرکیہ قرار دیا گیا ہے، وہ آیات اہلِ ایمان پر چسپاں کر کے انہیں مشرک اور اُن کے عقائد واعمال کو شرکیہ قرار دینا۔

اب جب کہ عالمِ اسلام تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے، ہر دن کا سورج مسلمانوں کے لیے تباہی وبربادی اور ذلت ورسوائی کا نیا پیغام لے کر طلوع ہوتا اور ایک نئی داستان لے کر غروب ہوتا ہے، ایسے میں اتحاد ویک جہتی پیدا کرنے کے لیے مخلصانہ افہام و

تفہیم کی راہ اختیار کرنے کی بہت ضرورت ہے اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط سے پہلے کے اُن دینی تصورات اور عقائد واعمال کو اختیار کیا جائے جن کا سلسلہ پیچھے چلتے چلتے مسلّمہ فقہا واولیاء سے ہوتا ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے ذریعہ سے تاجدارِ ختمِ نبوت، محبوبِ الٰہی حضور آقا مصطفےٰ کریم ﷺ سے ملتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک مخلصانہ کاوش ہے۔

کتاب کا اُسلوب:

1- اس کتاب میں جنگ وجدل کا جارحانہ انداز اختیار کرنے کی بجائے آسان افہام وتفہیم کی راہ اختیار کی گئی ہے۔

2- قرآن مجید سے بڑھ کر کون سی کتاب راہ نما اور صاحبِ قرآن ﷺ سے زیادہ کون خیر خواہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے توحید وشرک کے اس سب سے اہم عنوان پر قرآن مجید کی تین سو تیس سے زیادہ آیات بیّنات اور درجنوں احادیثِ مبارکہ پیش کی گئی ہیں اور اس عنوان کے تمام اہم پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

3- چونکہ توحید وشرک کا صحیح فہم حاصل کرنے کے لیے نزولِ قرآن کے زمانہ کے مشرکین کے عقائد واعمال کو صحیح معنوں میں سمجھنا ضروری ہے اس لیے اس کتاب میں مشرکین کے عقائد واعمال کا قرآن مجید کی روشنی میں تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اُن کے اور اہلِ ایمان کے عقائد واعمال کا تقابلی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

4- عربی عبارات پر مکمل اعراب لگائے گئے ہیں تاکہ درست پڑھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہو۔

5- قرآنی آیات کریمہ ودیگر منقولہ عبارات کے پختہ حوالہ جات درج کیے گئے ہیں

تا کہ تحقیق وتجسس کا ذوق رکھنے والوں کو آسانی اور اطمینان حاصل ہو۔

6- بار بار پروف ریڈنگ کر کے عبارات وحوالہ جات صحیح رکھنے کی اپنی سی بھرپور کوشش کی گئی ہے (پھر بھی غلطیوں کا امکان ملحوظ رکھتے ہوئے قارئین سے غلطیوں کی نشان دہی اور مثبت مشوروں کو خوش آمدید کہا جائے گا)۔

آیئے دیانت وانصاف اور ہدایت طلبی کے جذبے سے صلاح وفلاح کی منزل حاصل کرنے کے لیے دیکھیں اور سمجھیں کہ توحید وشرک کا صحیح تصور کیا ہے؟ وہ تصور جس کے ذریعے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کی تنقیص اور بے ادبی وگستاخی کا دروازہ کھلتا ہے...... یا...... اُن کا مقام ومرتبہ ملحوظ رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان توحید اُجاگر ہوتی ہے؟

چونکہ اس کتاب میں دنیا وآخرت کے سب سے بڑے، سب سے اہم اور مرکزی موضوع پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس لیے اس کی اہمیت کے پیشِ نظر چند نہایت اہم نکات و گزارشات برائے خاص توجہ پیشِ خدمت ہیں جنہیں ملحوظ رکھ کر قارئین زیادہ بہتر نفع ونتیجہ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- بعض لوگ ایک موقع پر چند مندرجات پڑھنے کے بعد ایک طویل عرصہ تک مطالعہ نہیں کرتے اور ایک عرصہ پہلے کے اس ادھورے مطالعہ کی بنیاد پر کوئی رائے قائم اور نتیجہ اخذ کیے رکھتے ہیں۔

اسی طرح بعض لوگ باترتیب مطالعہ کی بجائے کبھی کہیں سے اور کبھی کہیں سے پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ چونکہ اس طرح وہ کتاب کے تمام مندرجات سے آگاہ نہیں ہو پاتے۔ اس لیے ان کے تجسس اور طلب کی تسکین وتسلی نہیں ہوتی۔

2- بعض لوگ سنجیدہ مطالعہ کے لیے مناسب اور موافق وقت، مقام اور ماحول کا انتخاب

نہیں کرتے۔ دورانِ سفر اُونگھتے ہوئے جب جب آنکھ کھلے پڑھنے کی کوشش کرنے، کبھی دوسروں سے گفتگو کے درمیانی وقفوں میں مشق مطالعہ کرنے اور کتاب پڑھتے ہوئے ساتھ ساتھ کچھ اور سوچتے رہنے سے اکثر مفید مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوتے۔

اس لیے گزارش ہے کہ اس عنوان کی انتہائی اہمیت کی وجہ سے مطالعہ کے لیے وہ وقت اور ماحول منتخب کریں جب اور جہاں فکری وعملی انتشار اور افراتفری کے بجائے اطمینان اور یکسوئی میسر آسکے۔

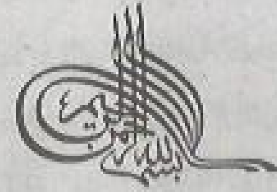
3- دوسروں کے عقائد وتعلیمات محض اپنی طرف سے فرض کر لینے یا جاہل وان پڑھ عوام کے رویّوں سے اخذ کرنے کی بجائے معتبر ومسلّم علما کی کتب سے اخذ کرنے چاہییں۔

4- اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چند صفحات کے مطالعہ ہی سے قارئین بآسانی محسوس کرلیں گے کہ اس کتاب میں افہام وتفہیم کا سنجیدہ اور شائستہ انداز اختیار کیا گیا ہے اس لیے اس کا مطالعہ اسی جذبہ سے کرنا چاہیے۔

آخر میں اُن تمام احباب اور کرم فرماؤں کا شکرگزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب وتیاری اور طباعت واشاعت میں اپنے علم وتجربہ، مالی وسائل، اپنے وقت اور دوڑ دھوپ کے ذریعے معاونت کی۔

اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں سے درگزر فرمائے اور ہم سب کو دُنیا وآخرت کی آسانی اور بھلائی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبیّ الکریم ﷺ۔

احمد رضا خاں عفی عنہ



مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ﷺ

عقیدہ کی اہمیت

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ حقیقت بہت واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ عقیدہ کو عمل پر تقدم وفوقیت اور برتری حاصل ہے اور تمام نیک اعمال کی قبولیت کا مدار وانحصار درست عقیدے پر ہے۔ عقیدہ درست ہو تو اعمال کی کوتاہی پر معافی ومغفرت کی امید رکھی جاسکتی ہے۔ جب کہ اسلام وایمان کے خلاف عقیدہ پر مرنے والے کے لیے نجات ومغفرت کی کوئی راہ نہیں۔ اس لیے عقیدہ کی درستی کے لیے بہت زیادہ محتاط اور حساس رہنے کی ضرورت ہے۔

اگرچہ قرآن وحدیث میں تمام اسلامی عقیدے اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے تاہم عقیدۂ توحید تمام ضروری عقیدوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ یہی تمام عقائد کا مرکز ہے اور یہی بنیاد۔ اس لیے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں توحید کا صحیح تصور وتعارف پیش کرنے کے لیے صرف کیں۔ ان کی تمام تر دعوت وتبلیغ کا مرکزی نکتہ یہی عقیدۂ توحید تھا۔ اس لیے عقیدۂ توحید کا صحیح فہم وشعور حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ مگر انتہائی تشویش وافسوس کا مقام ہے کہ لوگوں کی بہت بڑی تعداد اس عقیدہ کی اہمیت اور نزاکت کے بارے میں حساس نہ ہونے اور ضروری توجہ نہ دینے کی وجہ سے عقیدۂ توحید کی صحیح معرفت سے محروم ہے۔

ایسے تمام افراد کی خدمت میں انتہائی دردمندی کے ساتھ التجا ہے کہ انہیں اپنی روش ضرور تبدیل کرنی چاہیے۔ ضروری عقائد کے بارے میں اختیار کی جانے والی ایسی روش

انہیں انتہائی سنگین نتیجہ اور نا قابلِ برداشت نقصان میں مبتلا کر سکتی ہے۔

1- توحید و شرک کی ضروری تفصیل نہ جاننے کی وجہ سے شرک کی غلاظت و گندگی اُن کے فکر و عمل کو داغ دار کر سکتی ہے۔ شرک ایسا سنگین جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے سب سے بڑا ظلم قرار دیا ہے اور واضح اعلان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بڑے سے بڑے گناہ کو معاف کرنا چاہے گا، معاف فرما دے گا مگر شرک کو کسی طور پر معاف نہیں فرمائے گا۔

2- توحید و شرک کی ضروری تفصیل نہ جاننے والا شخص کسی کے ایسے عقیدہ و عمل کو شرک اور اسے مشرک قرار دے بیٹھتا ہے جو شریعت کی رو سے شرک نہ ہو۔ ایسے شخص کو شریعت کے اس حکم و فیصلہ سے عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ جو شخص شریعت کی نظر میں کافر و مشرک نہ ہو، اسے کافر و مشرک کہنے والا خود کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔

﴿مفہوم حدیث بخاری﴾

اس بیان سے واضح ہو چکا ہوگا کہ ایسی جہالت و لاعلمی، غفلت و لاپرواہی، بے حسی و بے احتیاطی، لا اُبالی اور غیر سنجیدہ رویے سے کیا کیا گل کھلتے ہیں اور ایسا شخص کتنے سنگین نتائج اور کتنے بڑے نقصان سے دوچار ہو سکتا ہے۔

الغرض توحید و شرک اور ان سے تعلق رکھنے والے اُمور کی تفصیل سے آگاہ ہونا بھی بہت ضروری ہے اور ان کے حوالے سے مکمل سنجیدہ، انتہائی محتاط اور ذمہ دارانہ فکر و عمل اختیار کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

پہلا باب

توحید و شرک کا بنیادی تصور

عبادت کسے کہتے ہیں؟

چونکہ عبادت کا توحید و شرک کی حقیقت و تفصیل سے بہت قریبی، گہرا بلکہ بنیادی تعلق ہے۔ اس لیے توحید و شرک کے حوالے سے باقاعدہ گفتگو سے پہلے عبادت کا معنی و مفہوم اچھی طرح سمجھ لینا بہت ضروری ہے۔

عبادت کہتے ہیں......

اَقْصٰی غَایَةُ الْخُضُوْعِ وَالتَّذَلُّلِ .... ''عاجزی وانکساری کی انتہاء'' کو

﴿بیضاوی ج 01 ص 09 مطبوعہ مصر، الکشاف زمخشری ج 01 ص 13، مدارک التنزیل نسفی ج 1 ص 5، تفسیر ابی سعود ج 1 ص 16، تفسیر المظہری ثناء اللہ پانی پتی ج 1 ص 9، فتح القدیر شوکانی ج 01 ص 22، تفسیری حاشیہ سورۃ الفاتحہ از صلاح الدین یوسف﴾

قرآن وحدیث کے گہرے مطالعہ سے عبادت کا جامع اصطلاحی مفہوم اس طرح سامنے آتا ہے......

کسی کو... اِلٰــه ... (مستقل اور واجب بالذات) مان کر اس کے لیے عاجزی و انکساری کا اظہار کرنا اور اس کی تعظیم و توقیر بجالانا۔

ایسی عاجزی وانکساری اختیار کرنے والے کو..... عبــد ..... اور جس کے لیے ایسی عاجزی وانکساری اختیار کی جائے، اسے معبود کہتے ہیں۔

عربی میں معبود کیلئے اللہ اور ہمارے ہاں خدا کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ عبادت کہتے ہی ایسی عاجزی وانکساری اور تعظیم و توقیر کو ہیں جس میں کمتر اپنے برتر کو اپنا الہ مانتا ہے تو اگر کوئی شخص کسی کو برتر سمجھتے ہوئے اس کے لیے عاجزی وانکساری (تذلل) اختیار کرتا اور اس کی تعظیم وتوقیر بجالاتا ہے مگر اسے اپنا الہ نہیں سمجھتا تو اس عاجزی وانکساری اور تعظیم وتوقیر کو عبادت قرار نہیں دیا جائے گا۔

اگر مندرجہ بالا حقیقت کو نظر انداز کر کے ہر طرح کی عاجزی وانکساری اور تعظیم وتوقیر کو عبادت قرار دے دیا جائے تو مندرجہ ذیل آیت کریمہ ملاحظہ فرمایئے:

1- وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ...... ﴿بنی اسرائیل:24﴾

''اور اپنے دونوں والدین کے لیے عاجزی وانکساری کے بازو بچھا دے''

دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے، کیا والدین کی تعظیم وتوقیر کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی عبادت کا حکم دے رہا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو کیا ہمارے والدین ہمارے معبود نہ ہوئے اور ہم ان کے عبد؟ نہیں بالکل نہیں۔ اس لیے کہ ہم اپنے والدین کے لیے عاجزی وانکساری تو پیش کرتے ہیں مگر ان کو اپنا الہ نہیں سمجھتے۔

چونکہ عبادت کی بنیاد کسی کو الہ ماننے پر ہے اس لیے عبادت ایسی عاجزی وانکساری اور تعظیم وتوقیر کو کہتے ہیں جس میں کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنا الہ یعنی معبود مانتا ہے اس حقیقت کو ذہن نشین کیے بغیر مفہوم عبادت کے بارے میں جاننا مشکل ہے۔

عبادت کا مفہوم واضح ہونے کے بعد آگے بڑھیے اور پڑھیے توحید وشرک کا بیان۔

توحید کیا ہے؟

توحید کا لفظ وحدت سے ہے جس کا معنی ہے ایک ہونا۔ توحید کا معنی ہے، ایک ماننا۔

شرعی اصطلاح میں توحید سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور اپنی صفات کے اعتبار سے یکتا اور بے مثل ہے۔ کوئی اس جیسا اور کوئی اس کے برابر نہیں۔ صرف وہی ساری کائنات کا الہ (معبود) ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

﴿خلاصہ عبارات:...... العقیدۃ الطحاویۃ ابو جعفر الطحاوی م 321ھ، الابانۃ عن اصول الدیانۃ ابو الحسن اشعری م 324ھ، قواعد العقائد امام غزالی م 505ھ﴾

ذات وصفاتِ باری تعالیٰ

آیئے قرآن مجید کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ذات وصفات کے اعتبار سے کیسی نرالی شان وعظمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے واحد و یکتا اور بے مثل ہے:

2 تا 5- قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۝ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴿سورۃ اخلاص﴾

''تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ اور نہ اس کے برابر کا کوئی ہے''

6- لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○ ﴿الشوریٰ:11﴾

''اس جیسا کوئی نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے''

واجب الوجود ہے...... قائم اور باقی رہنے والا ہے:

7- ......هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ ○ ﴿سورۃ البقرہ:255﴾

''وہ زندہ ہے اور قائم رہنے والا (اول و آخر)''

9,8- كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ○

﴿سورۃ الرحمن:27,26﴾

''زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات، عظمت اور بزرگی والا''

10- هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ ○ ﴿سورۃ الحدید:03﴾

''وہی اول اور وہی آخر''

اپنی صفات کے اعتبار سے واحد و یکتا اور بے مثل ہے:

11تا13- قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

﴿سورۃ اخلاص﴾

''تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ اور نہ اس کے برابر کا کوئی ہے''

ماں، باپ اور اولاد ہونے سے پاک ہے:

15،14- لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ﴿سورۃ اخلاص﴾

''نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ اس کے برابر کا کوئی ہے''

16- وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا...... ○

﴿سورۃ بنی اسرائیل:111﴾

''اور کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لیے بچہ اختیار نہ فرمایا''

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے:

17- ......خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ...... ○ ﴿سورۃ الانعام:102﴾

''ہر چیز کا بنانے والا ہے تو اسی کی عبادت کرو''

18- هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ ﴿سورۃ فاطر:03﴾

''کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے کہ آسمان و زمین سے تمہیں روزی دے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور تم کہاں اوندھے جاتے ہو۔

مزید ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل آیات کریمہ:

19تا21- سورۃ البقرہ:29، سورۃ یونس:34، سورۃ العلق:01۔

ہر چیز کا مالک ہے اور ملکیت میں یکتا:

22- ......لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۗ...... ○ ﴿سورۃ البقرہ:255﴾

''اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے''

23- ......وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ ○ ﴿سورۃ بنی اسرائیل:111﴾

''اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں''

24- ......قُلْ مَنْ ۢبِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ ○ ﴿سورۃ المومنون:88﴾

''تم فرماؤ کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی بادشاہی''

ذات وصفات ہر اعتبار سے لامحدود ہے:

25- وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ...... O ﴿سورۃ البقرہ:255﴾

''اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے''

26- لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ O

﴿سورۃ الانعام:103﴾

''آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے لطیف وخبیر''

27- ...... وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ...... O ﴿سورۃ الاعراف:156﴾

''اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے''

وہی رزق عطا فرماتا ہے:

28- ...... وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ...... O ﴿سورۃ آل عمران:27﴾

''اور جسے چاہے بے حساب دے''

29- وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا...... ﴿سورۃ ہود:06﴾

''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو''

تمام جہانوں کا پالنے والا ہے:

30- الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ O ﴿سورۃ الفاتحہ:01﴾

''پالنے والا ہے تمام جہانوں کا''

نفع ونقصان کا مالک ومختار ہے:

31- وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ

بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ O ﴿سورۃ یونس:107﴾

''اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے سوا اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنے والا کوئی نہیں، اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے''

اولاد، اموال، صحت وشفا اور تمام نعمتیں...... وہی عطا فرماتا ہے:

33.32- لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ O أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ O

﴿سورۃ الشوریٰ:50,49﴾

''اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی سلطنت۔ پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔ یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے۔ بے شک وہ علم وقدرت والا ہے''

34- وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ O ﴿سورۃ الشعراء:80﴾

''اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے''

وہی زندگی عطا کرنے والا ہے اور وہی مارنے والا:

35- ...... وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ...... O

﴿سورۃ آل عمران:27﴾

''اور مُردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مُردہ نکالے''

اللہ تعالیٰ علم و حکمت کا مالک ہے:

36- ......اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ ﴿سورۃ التوبہ:28﴾

''بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے''

علمِ غیب کا مالک ہے:

37- ......قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ ﴿سورۃ البقرہ:33﴾

''فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب پوشیدہ چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو''

38- هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ ﴿سورۃ الحشر:22﴾

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا۔ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا''

وہی سب سے بڑا حاکم ہے:

39- ......اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ......○ ﴿سورۃ یوسف:40﴾

''حکم نہیں مگر اللہ کا''

40- ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ○

﴿سورۃ الانعام:62﴾

''پھر لوٹائے جاتے ہیں اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف۔ خبردار اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے جلد حساب کرنے والا ہے''

وہی (حقیقی) مددگار ہے:

41- وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ڭ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِیْرًا ○ ﴿سورۃ النساء:45﴾

''اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار''

42- وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ○ ﴿سورۃ الانفال:40﴾

''اور اگر وہ پھریں تو جان لو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار''

43- قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ○ ﴿سورۃ الانبیاء:112﴾

''نبی نے عرض کی کہ اے میرے رب حق فیصلہ فرما دے اور ہمارے رب رحمٰن ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو''

وہی کاموں کی تدبیر کرتا ہے:

44- ......یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ......○ ﴿سورۃ یونس:3، سورۃ الرعد:2﴾

''(اللہ) کام کی تدبیر فرماتا ہے''

ہر شے پر قادر ہے:

45- ......اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ ﴿سورۃ البقرہ:20، سورۃ آل عمران:29﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہے کرسکتا ہے''

ساری کی ساری طاقت اس کے پاس ہے:

46- ......اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ○ ﴿سورۃ البقرہ:165﴾

''بے شک ساری قوت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے''

غنی ہے..... کسی کا محتاج نہیں:

47- ...... وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝ ﴿سورۃ البقرہ:267﴾

''اور جان رکھو اللہ بے پرواہ ہے تعریف کیا گیا''

48- ...... هُوَ الْغَنِيُّ ... ۝ ﴿سورۃ یونس:68﴾

''وہی بے نیاز ہے''

49- اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ ﴿سورۃ اخلاص﴾

''اللہ بے نیاز ہے''

50- وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ... ۝ ﴿سورۃ بنی اسرائیل:111﴾

''اور کمزوری سے اس کا کوئی حمایتی نہیں''

ہر نقص وعیب سے پاک ہے:

51- ...... سُبْحٰنَهٗ ..... ۝ ﴿سورۃ یونس:68﴾

''پاک ہے اس کو''

صفاتِ باری تعالیٰ کا مزید بیان

اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے والا ہے:

52- ...... اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴿سورۃ الحجرات:01﴾

''بیشک اللہ سنتا جانتا ہے''

53- ... اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ ﴿سورۃ البقرۃ:110﴾

''بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے''

رحم کرنے والا ہے:

54- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ ''بہت مہربان، رحمت والا'' ﴿سورۃ الفاتحہ:03﴾

55- ...... اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ ﴿سورۃ البقرہ:143﴾

''اللہ لوگوں پر بہت مہربان رحم والا ہے''

رؤف ہے یعنی شفقت اور نرمی فرماتا ہے:

56- ...... اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ ﴿سورۃ البقرہ:143﴾

''بے شک اللہ لوگوں پر بہت مہربان رحم والا ہے''

حلم والا ہے:

57- ...... وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۝ ﴿سورۃ البقرۃ:255﴾

''اور اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے''

58- ...... وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ۝ ﴿سورۃ البقرۃ:263﴾

''اور اللہ بے پرواہ، حلم والا ہے''

حفاظت ونگہبانی فرماتا ہے:

59- ...... اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۝ ﴿سورۃ ہود:57﴾

''بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے''

شہید یعنی نگاہ رکھنے والا ہے:

60- ...... اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ۝ ﴿سورۃ النساء:33﴾

''بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے''

61- ...... وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ○ ﴿سورۃ الفتح:28﴾

"اور اللہ کافی ہے گواہ"

عزیز ہے:

62- ...... وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ ﴿سورۃ آل عمران:04﴾

"اللہ غالب، بدلہ لینے والا ہے"

63- ...... وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ﴿سورۃ الحشر:24﴾

"اور وہی عزت وحکمت والا ہے"

نور ہے..... منور کرنے والا ہے:

64- اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ..... ○ ﴿سورۃ النور:35﴾

"اللہ نور (روشن کرنے والا) ہے آسمانوں اور زمین کا"

مومنوں کا ولی، والی اور مولا ہے:

65- اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا..... ○ ﴿سورۃ البقرہ:257﴾

"اللہ والی ہے مومنوں کا"

66- وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۡ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ○

﴿سورۃ النساء:45﴾

"اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار"

67- وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○

﴿سورۃ الانفال:40﴾

"اور اگر وہ پھریں تو جان لو کہ اللہ تمہارا مولا ہے اور کیا ہی اچھا مولا اور کیا ہی اچھا مددگار"

دشمنوں/مجرموں سے بدلہ لیتا ہے:

68- ...... وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ ﴿سورۃ آل عمران: 04﴾

"اور اللہ غالب، بدلہ لینے والا ہے"

69- اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ○ ﴿سورۃ البروج:12﴾

"بیشک تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے"

70- ...... وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ ﴿سورۃ آل عمران:11﴾

"اور اللہ کا عذاب سخت"

صفات کا آسان تصور

اور

صفاتِ باری تعالیٰ کی نوعیت و خصوصیت

سننا، دیکھنا، جاننا، رحم کرنا، سختی کرنا، انعام دینا، انتقام لینا، مدد کرنا وغیرہ صفات کی چند مثالیں ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے، دیکھتا ہے، جانتا ہے، رحم فرماتا ہے، سختی کرتا ہے، مدد فرماتا ہے، انعام دیتا ہے، انتقام لیتا ہے، درگزر کرتا ہے، ناراض ہوتا ہے۔

سابقہ صفحات میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان صفات کا تفصیلی بیان ملاحظہ فرمایا۔
اب دیکھتے ہیں کہ ان صفات کی نوعیت کیا ہے اور ان کی خصوصیات کیا ہیں؟ تو آیئے پڑھیے قرآن پاک کا نورانی بیان۔

1- اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں:

71- ......وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ O ﴿سورۃ البقرہ:267﴾

''اور جان لو بے شک اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا''

72- اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿سورۃ اخلاص﴾

''اللہ بے نیاز ہے یعنی کسی کا محتاج نہیں''

2- اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ازلی و ابدی اور قدیم و مستقل ہیں:

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ازلی و ابدی اور قدیم و مستقل (ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لیے) ہیں۔ وہ اپنی ذات و صفات دونوں اعتبار سے تمام کائنات سے پہلے موجود تھا اور ہمیشہ موجود رہے گا۔

73- ......قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ O

﴿سورۃ یونس:34﴾

''تم فرماؤ اللہ پہلی مرتبہ بناتا ہے پھر (مخلوق کی فنا کے بعد) دوبارہ بنائے گا تو کہاں اُلٹے جاتے ہو''

74,75- كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ O وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ O ﴿سورۃ الرحمٰن:27,26﴾

''زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات (جو) عظمت و بزرگی والا ہے''

76- ......وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى O ﴿سورۃ طٰہٰ:73﴾

''اور اللہ بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا''

77- هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ O

﴿سورۃ الحدید:03﴾

''وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے''

78- ......اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ ...... O ﴿سورۃ البقرہ:255﴾

''وہ (خود) زندہ ہے اور دوسروں کو قائم رکھنے والا''

3-اللہ تعالیٰ (ذات وصفات) ہر اعتبار سے لامحدود ہے:

79- ...... وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ...... O ﴿سورۃ البقرہ:255﴾

''اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین''

80,81- قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ ...... O سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ...... O

﴿سورۃ مومنون:89,88﴾

''تم فرماؤ کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کا قابو اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے''

82- لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ O

﴿سورۃ الانعام:103﴾

''آنکھیں اُسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اُس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے باریک بین خبردار''

83- يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۚ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ O

﴿سورۃ رحمٰن:33﴾

''اے جن اور انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے''

84- ...... وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ...... O ﴿سورۃ الاعراف:156﴾

''اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے''

85- قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ O

﴿سورۃ آل عمران:29﴾

''تم فرمادو اگر تم اپنے سینوں کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''

86- ...... وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا O ﴿سورۃ طٰہٰ:110﴾

''اور ان کا علم اسے نہیں گھیر سکتا''

87- ...... وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا O ﴿سورۃ جن:28﴾

''اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے''

حاصلِ کلام:

1- اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور خالق کا مخلوق سے پہلے موجود ہونا لازمی ہے۔ کبھی ایسا نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ موجود نہ ہو۔ اسے اللہ تعالیٰ کا **واجب الوجود اور قدیم و مستقل بالذات** ہونا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے، وہ مخلوق ہے یعنی پیدا کیا گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی بھی مخلوق اپنی تخلیق (پیدائش) سے پہلے موجود نہ تھی۔ اس لیے کوئی بھی مخلوق واجب الوجود اور قدیم و مستقل نہیں۔

2- چونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور اس کا وجود قدیم اور مستقل ہے اس لیے اس کی تمام صفات بھی قدیم و مستقل اور ذاتی ہیں جب کہ مخلوق کی کوئی بھی صفت قدیم و مستقل نہیں بلکہ خود اس کی طرح مخلوق یعنی پیدا شدہ ہے جسے حادث یعنی نئی بھی کہتے ہیں اور کوئی بھی صفت اس کی ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ (عطائی) ہے۔

3- اللہ تعالیٰ کی ذات جسم، رنگ، شکل، زمان و مکان وغیرہ کی حدود و قیود سے پاک ہے اور اسی طرح اس کی صفات بھی احاطہ اور گھیراؤ سے بالاتر اور وسیع ہیں۔ گویا اس کی ذات بھی لامحدود ہے اور اس کی صفات بھی لامحدود ہیں جب کہ ہر مخلوق اپنی ذات وصفات کے لحاظ

سے جسم و رنگ، شکل و ہیئت، زمان و مکان، جہت و سمت کی حدود و قیود میں محدود ہے۔

4- اللہ تعالیٰ ذات و صفات کے اعتبار سے ہر حسن و خوبی اور کمال و اکملیت والا اور ہر نقص و عیب اور ادھورے پن سے پاک ہے۔

5- اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے اور وہی ہر ایک کی پرورش کرنے والا ہے۔ اس لیے کائنات کی ہر شے اپنے وجود، نشو و نما اور اپنی بقا کے لیے اس کی محتاج اور احسان مند ہے جب کہ وہ کسی کا محتاج اور احسان مند نہیں۔

6- چونکہ وہ سب سے برتر اور سب سے اعلیٰ ہے اور کسی بھی اعتبار سے کوئی اس سے بڑا تو درکنار، اس جیسا بھی نہیں۔ نہ اس کے برابر اور نہ اس کے مقابل۔ اس لیے صرف وہی اس لائق ہے کہ تمام کائنات کا الٰہ یعنی معبود ہو اور تمام کائنات اس کی عبد اور مملوک ہو۔

گویا توحید ہے:

1- صرف اللہ تعالیٰ ہی کو واجب الوجود، قدیم و مستقل اور لامحدود ماننا۔ اسے توحید فی الذات کہتے ہیں۔

2- اس کی تمام صفات کو ذاتی، قدیم و مستقل اور لامحدود ماننا۔ اسے توحید فی الصفات کہتے ہیں۔

3- ایک اللہ تعالیٰ ہی کو الٰہ (معبود/ خدا) یعنی عبادت کے لائق ماننا۔ اسے توحید فی العبادت کہتے ہیں۔

شرک کیا ہے؟

شرک توحید کی ضد ہے جیسے رات دن کی اور ظلمت (اندھیرا) نور (روشنی) کی۔

شرک کا معنی ہے کسی کو حصہ دار ماننا۔

شرعاً شرک سے مراد ہے:

1- کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حصہ دار سمجھنا یعنی اس کا خاص حق کسی اور کے لیے بھی تسلیم کرنا۔

اور یہ حصہ دار سمجھنا تین اعتبارات سے ہوتا ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی واجب الوجود ..... ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لیے ...... اور قدیم و مستقل سمجھنا۔ اسے شرک فی الذات کہتے ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم، مستقل، لامحدود اور اس کی ذاتی ہیں (کسی سے حاصل شدہ نہیں) تو کسی مخلوق کی صفات کو بھی مخلوق (حادث/ نئی) کی بجائے قدیم و مستقل، محدود کی بجائے لامحدود اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ (عطائی) کی بجائے مخلوق کی ذاتی سمجھنا۔ اسے شرک فی الصفات کہتے ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ ہی کو عبادت کا واحد حق دار ماننے کی بجائے کسی اور کو بھی عبادت کے لائق سمجھنا۔ اسے شرک فی العبادت کہتے ہیں۔

عقائد کی مسلمہ کتاب ''شرح عقائد نسفی'' میں علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ شرک کے بارے میں لکھتے ہیں:

اَلْاِشْرَاكُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِيْكِ فِى الْاُلُوْهِيَّةِ بِمَعْنٰى وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ كَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰى اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ۔

﴿شرح عقائد نسفی صفحہ 56 مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی﴾

''شرک یہ ہے کہ کسی کو الوہیت (الٰہ یعنی معبود ہونے) میں شریک مانا جائے خواہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرح واجب الوجود مانا جائے جیسا کہ مجوس (آگ کے پجاری) مانتے ہیں یا کسی کو عبادت کا مستحق مانا جائے جیسا کہ بتوں کی عبادت کرنے والے مانتے ہیں''

2- کسی کو ذات وصفات، کسی اعتبار سے اللہ تعالیٰ جیسا اور اس کے برابر سمجھنا۔ جیسا کہ مشرکین کے بارے میں قرآن مجید میں ہے۔

88- ...... بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ○ ''وہ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں'' ﴿سورۃ الانعام:1﴾

89- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ...... ○

﴿سورۃ البقرہ:165﴾

''اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود ٹھہرا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر اللہ تعالیٰ جیسا محبوب رکھتے ہیں''

بروز قیامت مشرکین کا اپنے بتوں سے یہ کلام بھی ملاحظہ ہو۔

90- اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ ﴿سورۃ الشعراء:98﴾

''جب کہ ہم تمہیں تمام جہانوں کے رب کے برابر ٹھہراتے تھے''

مشرکوں کا رد کرتے ہوئے قرآن نے عقیدۂ توحید کی یوں جامع وضاحت کی۔

91- وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ''اور اس کا کوئی برابر والا نہیں'' ﴿سورۃ اخلاص﴾

تو گویا شرک ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو بھی الٰہ یعنی معبود (عبادت کے لائق) ماننا اور کسی بھی اعتبار سے اس جیسا اور اس کے برابر ٹھہرانا۔

شرک کی ممانعت وسنگینی

1- اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کو نہ جانو:

92- ...... فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ﴿سورۃ البقرہ:22﴾

''تو اللہ کے لیے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ''

انداد ...... نِدٌّ ...... کی جمع ہے اور ند کا معنی ہے ...... اَلْمِثْلُ الْمُنَاوِیُ / اَلْمِثْلُ الْمُنَازِعُ ...... یعنی وہ جو کسی جیسا بھی ہو اور اس کا مخالف ومقابل بھی ہو۔

﴿تفسیر کشاف، ج 1 صفحہ 126 قدیمی کتب خانہ کراچی، تفسیر کبیر زیر آیت بالا﴾

2- اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو الٰہ یعنی معبود نہ سمجھو:

93- وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ...... ○ ﴿سورۃ القصص:88﴾

''تو اللہ کے سوا کسی اور خدا کی عبادت نہ کر''

''تو اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ پکارنا''

3- شرک بہت بڑا ظلم ہے:

94- ...... اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○ ﴿سورۃ لقمٰن:13﴾

''بے شک شرک بڑا ظلم ہے''

4- کیا اللہ تعالیٰ شرک کو معاف کردے گا؟

95- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ○ ﴿سورۃ النساء:48﴾

''اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا''

5- مشرکوں کا انجام و مقام:

96- اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ○

﴿سورۃ النساء:121﴾

''اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے''

دوسرا باب

مخلوق کی صفات

اور

اُن کی نوعیت و خصوصیت

مخلوق کی صفات کا تفصیلی بیان

اس سے پہلے آپ اللہ تعالیٰ کی متعدد صفات کا بیان پڑھ چکے ہیں۔اب مضمون کی ترتیب اور عنوان کی مناسبت سے مخلوق کی صفات کا تفصیلی بیان ملاحظہ فرمایئے۔اگرچہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا منہ بولتا ثبوت ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے سب سے زیادہ اچھی صفات کے حامل و جامع اور مظہر ہوتے ہیں۔اس لیے یہاں اُن ہی کے حوالے سے قرآنی آیات پیش خدمت ہیں جسے ہم نے آسانی کے لیے مندرجہ ذیل دو بنیادی عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔

1- علم ومشاہدہ
2- طاقت وقدرت/مدد ونصرت/حکم واختیار

علم ومشاہدہ:

97- وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا......O ﴿سورۃ البقرہ:31﴾

''اور آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے''

98- ...... كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ......O

﴿سورۃ الانعام:75﴾

''اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہتیں''

99- ......وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَO

﴿سورۃ یوسف:68﴾

"اور بے شک وہ (حضرت یعقوب علیہ السلام) صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے"

100-......قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

﴿سورۃ یوسف:96﴾

"(حضرت یعقوب علیہ السلام نے) کہا: کیا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے (وہ باتیں) معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے"

101-قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ...... ۝ ﴿سورۃ یوسف:37﴾

"(حضرت یوسف علیہ السلام نے) کہا: جو کھانا تمہیں ملتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتادوں گا یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھائے ......"

102-......وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

﴿سورۃ النسآء:113﴾

"اور (اے محبوب ﷺ) تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے"

103-......وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۝ ﴿سورۃ ال عمران:179﴾

"اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ (اے عام لوگو) تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے"

105,104-عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى

مِنْ رَّسُوْلٍ...... ۝ ﴿سورۃ جن:27,26﴾

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے......"

106-وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ ﴿سورۃ التکویر:24﴾

"اور وہ (نبی) غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں"

107-فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝

﴿سورۃ کہف:65﴾

"تو ان دونوں (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی) نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (حضرت خضر علیہ السلام) پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی (اپنے پاس سے براہ راست علم) عطا کیا"

108-ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ...... ۝ ﴿سورۃ ال عمران:44﴾

"یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں"

109-.........وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ ﴿سورۃ الذاریات:28﴾

"اور اسے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کو) ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی"

110-وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ ﴿سورۃ ہود:71﴾

"اور اس (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی بیوی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی"

111-يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝

﴿سورۃ مریم:07﴾

"اے زکریا! ہم تجھے خوش خبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا"

112- اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

﴿سورۃ آل عمران:45﴾

"اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا: اے مریم! اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا۔ باعزت ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا"

نوٹ: ان آخری چار آیات کریمہ سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو..... مَافِى الْاَرْحَامِ (ماؤں کے پیٹوں میں کیا ہے، نر یا مادہ؟) کا غیبی علم بھی عطا فرمایا ہے۔

یہ تو قرآن پاک کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے وسیع علم و مشاہدہ کا بیان ہے، رہی احادیث مبارکہ تو ان کا شمار و احاطہ ہمارے بس سے باہر ہے۔ فقط اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے علم پاک کی وسعت کی جھلک دیکھنے کے لیے آپ ﷺ کے الفاظ..... سَلُوْنِىْ عَمَّا شِئْتُمْ ..... (مجھ سے پوچھ لو جو بھی تم چاہو) کی کھلی پیش کش کے عموم اور پھر لوگوں کے سوالات اور آپ ﷺ کے جوابات سے خوب واضح ہے۔ تفصیل متعدد قرآنی آیات اور بخاری و مسلم کی 225 سے زائد احادیث مبارکہ کے تفصیلی بیان پر مشتمل ہماری کتاب..... **علمِ مصطفیٰ ﷺ** ..... میں دیکھی جا سکتی ہے۔

طاقت و قدرت، مدد و نصرت اور حکم و اختیار:

113- فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ○ ﴿سورۃ النّٰزعٰت:05﴾

"پھر کام کی تدبیر کرنے والے (فرشتے)۔"

114- لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ..... ○

﴿سورۃ الرّعد:11﴾

"آدمی کے لیے تبدیل ہونے والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں"

115- اِذْ يُوْحِىْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا..... ○

﴿سورۃ الانفال:12﴾

"جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو"

116- اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ○ ﴿سورۃ کہف:84﴾

"بے شک ہم نے اُسے (ذوالقرنین کو) زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا"

117- وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ عٰلِمِيْنَ ○ ﴿سورۃ الانبیاء:81﴾

"اور سلیمان کے لیے تیز ہوا (تابع کر دی) کہ اس کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے"

118 تا 120- فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ○ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ○ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ○ ﴿سورۃ ص 36 تا 38﴾

''تو ہم نے ہوا اس کے قابو میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا، اور دیو اختیار میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے''

121-......فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ ﴿سورۃ صٓ:39﴾

''یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں''

122-وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ ﴿سورۃ آل عمران:49﴾

''اور (مسیح ابن مریم) رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف (یہ فرماتا ہوا کہ) میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو''

123-وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ ﴿سورۃ الانبیاء:107﴾

''اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے''

124-لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ ﴿سورۃ التوبہ:128﴾

''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت

میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان''

125-وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○ ﴿سورۃ التوبہ:59﴾

''اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول۔ ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے''

126-......اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ...... ○ ﴿سورۃ الاحزاب:37﴾

''......جسے اللہ نے نعمت دی اور (اے محبوب!) تم نے اسے نعمت دی......''

127-......فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ○ ﴿سورۃ التحریم:04﴾

''......تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں''

128-اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○ ﴿سورۃ المائدہ:55﴾

''تمہارے مددگار اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے اور رکوع کرتے ہیں''

یہ تو ہے قرآن پاک کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے تصرّف و اختیار کا بیان اور جہاں تک احادیث مبارکہ کی روشنی میں دنیا و آخرت کے امور اور اُخروی نعمتوں کے بارے میں تصرّف و اختیار کا تعلق ہے تو احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے شغف رکھنے والے کسی تردّد و تذبذب کے بغیر جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وسیع تصرّف و

اختیار عطا فرمایا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سینکڑوں احادیث مبارکہ پر مشتمل ہماری کتاب..... ''انبیاء واولیاء کے اختیارات کا اسلامی تصور''......۔

چونکہ مضمون کی طوالت کے خوف سے ہم یہاں احادیث مبارکہ کے وسیع ذخیرے میں سے زیادہ مواد پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہیں اس لیے چند باحوالہ اشاراتی جھلکیاں پیش کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں جو اصولی انداز میں ہمارے مدعا کی وضاحت کے لیے مددگار ثابت ہوں گی۔

☆ 1- وَاِنِّی اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْمَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ

﴿بخاری کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الشھید ج 1 ص 179﴾

''اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں یا (فرمایا) زمین کی چابیاں عطا فرمائی گئی ہیں''

☆ 2- یَا عَائِشَۃُ لَوْشِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ

﴿شرح السنہ کتاب الفضائل ج 13 ص 248، مشکوٰۃ ص 521، مجمع الزوائد کتاب علامات النبوۃ باب فی تواضعہ ج 08 ص 418﴾

''اے عائشہ اگر میں چاہوں تو یقیناً میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں''

نوٹ: محدث ابو یعلی نے بھی اسے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ ﴿مجمع الزوائد﴾

☆ 3- ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے ایک سائل نے ایک اونٹ مانگا تو اس کے کم طلب کرنے پر فرمایا: اس سائل سے تو وہ بڑھیا زیادہ سمجھدار تھی جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر اطہر بتانے کے بدلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنت میں آپ علیہ السلام کی رفاقت مانگی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا مطالبہ پورا کر دیا تھا (مستدرک حاکم کتاب التاریخ ج 2 ص 571..... امام ذہبی نے اس حدیث پاک کی تصحیح کی توثیق فرمائی ہے)۔

☆ 4- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِشْتَرٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الْجَنَّۃَ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ رُوْمَۃَ وَ یَوْمَ جَیْشِ الْعُسْرَۃِ

﴿مستدرک حاکم کتاب معرفۃ الصحابہ﴾

''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دو بار اللہ کے رسول ﷺ سے جنت خریدی، بیئر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگی کے دن''

☆ 5- حضور ﷺ نے حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ سے مانگ لو اور انہوں نے آپ ﷺ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگی تو آپ ﷺ نے منع کرنے کی بجائے مزید فرمایا:...... اَوَغَیْرَ ذٰلِکَ ...... اس کے سوا کچھ اور۔

﴿مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود والحث علیہ ج 1 ص 193، مشکوٰۃ ص 84، مرقاۃ ج 2 ص 567، نسائی حدیث نمبر 1137 ج 1 ص 171، ابوداؤد ج 1 ص 194﴾

☆ 6- ایسا کیوں نہ ہو کہ خود آپ ﷺ ہی کا فرمان واعلان ہے کہ:

اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ

﴿بخاری کتاب العلم ج 1 ص 17، بخاری کتاب الجہاد ج 1 ص 439﴾

''اللہ مجھے عطا فرماتا ہے اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں''

☆ 7- فرمایا:..... اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ.......

﴿بخاری کتاب المغازی باب احد یحبنا، کتاب الرقاق ج 2 ص 585﴾

''بے شک میں تمہارا سہارا ہوں''

☆ 8-رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع اور غفار......

مَوَالِیَّ لَیْسَ لَھُمْ مَوْلٰی دُوْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

''(یہ قبائل) میرے مددگار ہیں اور ان کا مولا (مددگار) اللہ و رسول کے علاوہ کوئی نہیں''

﴿بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش ج 01 ص 497﴾

☆ 9- فرمایا: اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ ﴿سنن دارمی ج 1 ص 30، مشکوۃ ص 514، مرقاۃ شرح مشکوۃ ج 10 ص 36﴾

''عزت اور (ہر بھلائی کی) کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور حمد کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا''

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مخلوق ایسی بہت سی صفات سے متصف ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی پائی جاتی ہیں جس سے یہ حقیقت تو با آسانی واضح ہوئی کہ خالق کی صفات مخلوق میں تسلیم کرنا شرک نہیں۔ اگر شرک ہوتا تو قرآن مجید سے مخلوق کے لیے ان صفات کا وجود کیونکر ثابت و بیان ہوتا۔ اب ہمیں یہ جاننا ہے کہ مخلوق کے لیے ان صفات کا وجود و ثبوت اور ان کا بیان کیوں شرک نہیں؟

اس کے لیے ہمیں سمجھنا ہوگا، اشتراک لفظی اور حقیقت و مجاز کا تصور۔

اشتراکِ لفظی......اور......حقیقت و مجاز کا بیان

ہر معقول اور سلیم الفطرت شخص اپنے وجدان اور گونا گوں پختہ دلائل کی بنا پر بخوبی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب جہانوں کا خالق و مالک ہے، وہی سب کا پالنے والا ہے اور اسی کا نام......ربّ......ہے۔

اب قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ ملاحظہ فرمایئے:

129-وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا O ﴿سورۃ بنی اسرآءیل:24﴾

''اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھادے نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے میرے بچپن میں میری ربوبیت کی''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو والدین کے لیے جو دعا کرنے کی تاکید کی ہے اس میں والدین کی صفت ''ربوبیت'' (رَبَّیَا) کا بیان ہے۔

اب مزید آیات بینات ملاحظہ فرمایئے جن میں اور زیادہ واضح انداز میں غیر اللہ کو رب کہا گیا ہے:

131,130-یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّہٗ خَمْرًا ج وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِہٖ ط قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْہِ تَسْتَفْتِیٰنِ O وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا اذْکُرْنِیْ

عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِى السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ O ﴿سورۃ یوسف:42,41﴾

''اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے رب کو شراب پلائے گا۔ رہا دوسرا وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے، حکم ہو چکا اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے۔ اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے بچتا ہوا سمجھا، اس سے کہا: اپنے رب کے پاس میرا ذکر کرنا تو شیطان نے اسے بُھلا دیا کہ اپنے رب کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی برس اور جیل خانہ میں رہا۔''

ان آیات مبارکہ میں مصر کے بادشاہ کو رب کہا گیا ہے اور کہنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام اور قرآن مجید میں بیان کرنے والا ہے خود رب تعالیٰ۔

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت مخلوق میں تسلیم کرنا شرک ہے تو ان آیات کریمہ کو سامنے رکھتے ہوئے بتایئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہے؟ بلکہ اس کی تعلیم اور اس کے بیان کے حوالے سے خود رب تعالیٰ کے بارے میں کیا فیصلہ ہے؟

آپ یہی جواب دیں گے کہ شرک نہیں اس لیے کہ لفظ "رَبّ" کے ایک سے زیادہ معانی ہیں جیسے مالک، آقا، سردار، بادشاہ وغیرہ۔

ان معانی کو دیکھتے ہوئے یہی کہا جائے گا کہ تمام مخلوق کی تمام عمر تمام جسمانی اور روحانی ضرورتیں کسی کی مدد کا محتاج و پابند ہوئے بغیر اکیلے پوری کرنے پر قادر ہونا، یہ صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہی کی شان ہے اور یہ لفظ رب کا حقیقی تصور ہے جب کہ ان آیات کریمہ میں غیر اللہ کو محض آقا و بادشاہ کے محدود تصور و معنی میں رب کہا گیا ہے تو یہ اس لفظ کا مجازی استعمال ہے اور اشتراک لفظی کی ایک بہترین مثال۔

گویا متعدد الفاظ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان مشترک ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کے دونوں جگہ کے استعمال و اطلاق میں حقیقی و مجازی اور ذاتی و عطائی کا بنیادی فرق ہوتا ہے اور جب تک یہ فرق ملحوظ رہے، مشترک لفظ بولنے کے باوجود برابری کا کوئی سوال اور برابری کا تصور و عقیدہ نہ ہونے کی وجہ سے شرک کا امکان و اندیشہ نہیں ہوتا۔

حقیقت و مجاز کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

ہم کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا مددگار ہے اور ہم اُسی سے مدد مانگتے ہیں۔

132......اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ O ﴿سورۃ الفاتحہ:04﴾

کیا آپ نے کوئی ایسا انسان دیکھا ہے جس کو کبھی کسی مخلوق سے مدد کی ضرورت نہ پڑی ہو اور اس نے کبھی کسی طرح کی مدد نہ مانگی ہو؟ نہیں بالکل نہیں۔ ہر شخص کو دوسروں کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ ان سے مدد طلب کرتا ہے تو جو مدد کرے، وہ کام آنے والا اور مددگار ہی تو ہوتا ہے۔ تو یہ کیا ہوا کہ اللہ بھی ہمارا مددگار اور لوگ بھی ہمارے مددگار۔

اب یہاں آپ کیا راہ اختیار کریں گے؟ دونوں کو ایک جیسے مددگار سمجھیں گے تو یہ شرک ہوگا اور شرک سے بچنا چاہیں گے تو یہی حقیقی اور مجازی کا فرق کرنا ہوگا۔

مزید آسان تفہیم کے لیے روزمرہ زندگی سے ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

عربی میں شیر کو...... اَسد...... کہا جاتا ہے جو اپنی جرأت اور بہادری کے اعتبار سے بہت مشہور ہے۔ اب کسی دلیر اور بہادر شخص کا یہ وصف بیان کرنے کے لیے اسے بھی شیر یا اسد کہہ دیا جاتا ہے جب کہ وہ حقیقت میں شیر نہیں بلکہ انسان ہے تو شیر کے لیے اس لفظ اسد کا استعمال حقیقی ہوگا جب کہ دلیر اور بہادر شخص کے لیے اس لفظ کا استعمال حقیقی کی بجائے مجازی ہوگا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسد اللہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) قرار دینا۔

بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام "علی" بجائے خود حقیقت و مجاز کی ایک اور بہترین اور فوری مثال ہے کہ علی خود اللہ تعالیٰ کا بھی نام ہے۔

133-......وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ ﴿سورۃ البقرہ:255﴾

"اور وہی ہے بلند، عظمت والا"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام مولا بھی ہے۔ دیکھیے آیت کریمہ:

134-......وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ...... ○ ﴿سورۃ التحریم:02﴾

"اور اللہ تمہارا مولا ہے"

مزید ملاحظہ ہوں آیات کریمہ......البقرہ:286، آل عمران:150، محمد:11

کئی مرتبہ بعض لوگ اس الجھن کا شکار نظر آتے ہیں کہ مولا اللہ تعالیٰ کا نام ہے تو کیا کسی شخص کو مولا کہنے سے ہم مشرک تو نہیں ہو جائیں گے؟

اس کا جواب درج ذیل احادیث صحیحہ سے لیجیے:

ہمارے آقا حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

☆ 10- ...... مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ......

﴿ترمذی ابواب المناقب، مشکوٰۃ ص 565، مسند احمد ج 05 ص 370، ابن ماجہ ص 12، مستدرک حاکم ج 03 ص 116، مجمع الزوائد ج 09 ص 107، البدایہ والنہایہ ج 05 ص 212,211﴾

"جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے"

دور نہ جائیے...... ذرا ذہن پر زور دیجیے اور بتائیے کہ ہم اپنی روز مرہ زندگی میں کسی دینی شخصیت کو کس صفاتی نام سے پکارتے ہیں۔ یہی مولانا۔ یعنی ہمارے مولا۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کے

سوا کسی کو مولا کہنا شرک ہو تو بتائیے کہ پھر شرک سے کون بچا؟ (معاذ اللہ)

فرق وہی ہے حقیقت و مجاز کا جسے ملحوظ نہ رکھا جائے تو شرک اور اگر ملحوظ رکھا جائے تو لفظی اشتراک کے باوجود ہرگز شرک نہیں۔

یہ تو تھا اشتراک لفظی اور حقیقت و مجاز کا تصور۔

اب ملاحظہ فرمائیے ایسے چند مزید اسماء و صفات اور امور و افعال کا بیان جو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب بندوں کے درمیان مشترک ہیں:

بکثرت قرآنی آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام رحیم بیان ہوا ہے۔ جس کا معنی ہے رحم کرنے والا۔

135-......اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ ﴿سورۃ البقرہ:143﴾

"بے شک لوگوں پر بہت مہربان رحم والا ہے"

مگر دیکھیے قرآن پاک کی اس آیت کریمہ میں کسے رؤف اور رحیم کہا گیا ہے؟

136-لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ ﴿سورۃ التوبہ:128﴾

"بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مومنوں پر کمال مہربان"

اس آیت مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام رؤف اور رحیم بیان ہوئے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ بھی رؤف اور رحیم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رؤف اور رحیم۔ تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤف و رحیم کہنا شرک اور کہنے والا مشرک ہوا؟ اگر اسے شرک کہا جائے تو سوچیے کون کون مشرک ہوا؟ (معاذ اللہ) اور اس ظالمانہ و جارحانہ روش کی کیا حیثیت و معقولیت ہوگی جس کی رو سے اور تو اور خود اللہ تعالیٰ ہی...... ٹھہرے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا حضور نبی کریم ﷺ کو بھی رؤف اور رحیم ماننا کیوں کر عین توحید ہے۔

اس سے محبوبانِ الٰہی کو داتا، گنج بخش، غوث اور غریب نواز کہنے کا جواز بھی سمجھنا آسان ہوگا۔

قرآن وحدیث کے بیان پر مبنی سابقہ صفحات کے مطالعہ سے خوب واضح ہو چکا ہے کہ شرک اس وقت ہوتا ہے جب کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر اور اس جیسا سمجھا جائے۔ بالفاظ دیگر جب تک کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر اور اس جیسا نہ مانیں اور سابقہ صفحات میں بیان کردہ بنیادی فرق ملحوظ رکھیں تو شرک کا کوئی امکان و اندیشہ نہیں۔

اشتراکِ لفظی کی مزید قرآنی مثالیں

☆ اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے:

137۔۔۔۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ① ﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

''بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے''

☆ اور انسان بھی سنتا دیکھتا ہے:

138۔۔۔۔ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ② ﴿سورۃ الدھر﴾

''تو ہم نے اسے سنتا دیکھتا بنایا''

☆ اللہ تعالیٰ قوی ہے:

139-اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ ﴿سورۃ الذّٰریٰت:58﴾

''بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے''

مخلوق کی قوت کا بیان:

140-قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ○ ﴿سورۃ النمل:39﴾

''ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کردوں گا اس سے پہلے کہ آپ اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں''

141-قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ○ ﴿سورۃ القصص:26﴾

''حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں میں سے ایک بولی: اے میرے باپ! ان (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو نوکر رکھ لیں بے شک بہتر نوکر وہ جو طاقت ور امانت دار ہو''

142-ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ○ ﴿سورۃ التکویر:20﴾

''جو قوت والا ہے عرش کے مالک کے حضور عزت والا ہے''

☆ مشکل کون آسان کرتا ہے؟۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ:

143-۔۔۔۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۔۔۔۔ ○ ﴿سورۃ البقرہ:185﴾

''اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی نہیں چاہتا''

☆ اور ہمارے حضور مصطفےٰ کریم ﷺ بھی:

144-۔۔۔۔ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۔۔۔۔ ○ ﴿سورۃ اعراف:157﴾

''اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا''

☆ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی:

145-وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ ﴿سورۃ اعراف:134﴾

''اور جب ان پر عذاب پڑتا کہتے: اے موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے۔ بیشک اگر تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے''

☆ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی:

146- وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ﴿ال عمران:49﴾

''اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف (یہ فرماتا ہوا کہ) میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفاء دیتا ہوں پیدائشی اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو''

☆ اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی (کارساز و مددگار) ہے:

147-اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا...... ۝ ﴿سورۃ البقرہ:257﴾

''اللہ مومنوں کا ولی ہے''

اور کون کون کارساز و مددگار، دوست اور قریبی ہے؟

148-اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ...... ﴿سورۃ الاحزاب:06﴾

''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک/قریبی ہے اور اس کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں''

149-اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ ﴿سورۃ المائدہ:55﴾

''تمہارے دوست اور مددگار تو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہی ہیں جو نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں''

150-......فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ ﴿سورۃ التحریم:04﴾

''بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں''

☆ اللہ تعالیٰ نصیر (مددگار) ہے:

151-وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ ﴿سورۃ الانفال:40﴾

''اور اگر وہ پھریں تو جان لو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار''

﴿سورۃ النساء:45﴾

اس آیتِ کریمہ میں نصیر کسے کہا گیا؟

152-وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ ﴿سورۃ النساء:75﴾

''اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لیے جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے''

☆ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام......اعلیٰ:

153-سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ ﴿سورۃ الاعلیٰ:01﴾

''اپنے رب کے نام کی پاکی بیان کرو جو سب سے بلند ہے''

اس آیتِ کریمہ میں اعلیٰ کسے کہا گیا؟

154-قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ ﴿سورۃ طٰہٰ:68﴾

''ہم نے کہا: (اے موسیٰ!) نہ ڈر بے شک تو اعلیٰ ہے''

☆ ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے:

155-مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ...... ۝ ﴿سورۃ فاطر:10﴾

''جو عزت چاہے تو عزت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے''

☆ اور کون کون عزت والا ہے؟

156-وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

﴿سورۃ المنافقون:08﴾

''اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں ہی کے لیے ہے''

☆ تخلیق کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے

157-......اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ...... ۝ ﴿سورۃ الاعراف:54﴾

''سن لو اس کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا''

☆ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرندے تخلیق کرنا:

158-وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ ...... ۝ ﴿سورۃ آل عمران:49﴾

''اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے''

☆ روح کون پھونکتا ہے؟......اللہ تعالیٰ:

159-فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝

﴿سورۃ الحجر:29﴾

''تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو اس کے لیے سجدے میں گر پڑنا''

☆ اور فرشتہ بھی:

ملاحظہ ہوں احادیث مبارکہ کے یہ الفاظ:

11- حضرت عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ثُمَّ یُرْسَلُ اللّٰہُ الْمَلَکَ فَیَنْفُخُ فِیْہِ الرُّوْحَ......

"پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیجتا ہے۔ وہ اس میں روح پھونکتا ہے"

☆ بلکہ فرشتہ شکل وصورت بھی مکمل کرتا ہے:

12- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے......

فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا......

"وہ فرشتہ اس کی صورت بناتا ہے۔ اس کے کان، آنکھیں، کھال، گوشت اور اس کی ہڈیاں بناتا ہے"

﴿مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الآدمی ج02 ص333,332﴾

☆ اللہ فوت کرتا ہے:

160- اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا...... O ﴿سورۃ الزمر:42﴾

"اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت"

☆ موت کا فرشتہ فوت کرتا ہے:

161- قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ O ﴿سورۃ السجدہ:11﴾

"تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے"

☆ اللہ تعالیٰ شکور بھی ہے اور حلیم بھی:

162-...... وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ O ﴿سورۃ التغابن:17﴾

"اور اللہ قدر فرمانے والا حلم والا ہے"

☆ حضرت نوح علیہ السلام بھی شکور ہیں:

163-...... اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا O ﴿سورۃ بنی اسرآءیل:03﴾

"بے شک وہ شکرگزار بندہ تھا"

☆ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حلیم ہیں:

164- اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ O ﴿سورۃ ہود:75﴾

"بے شک ابراہیم بڑے حلم والا، بہت آہیں کرنے والا، رجوع کرنے والا ہے"

☆ اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھاتا ہے:

165-...... یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ O ﴿سورۃ البقرہ:142﴾

"جسے چاہے سیدھی راہ دکھاتا ہے"

☆ محبوب خدا ﷺ بھی سیدھی راہ دکھاتے ہیں:

166-...... وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ O ﴿سورۃ الشوریٰ:52﴾

"بے شک تم سیدھی راہ دکھاتے ہو"

167- الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ O ﴿سورۃ ابراہیم:01﴾

"ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے روشنی میں لاؤ"

☆ گمراہی کا خالق اللہ تعالیٰ ہے:

168-......يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ...... O ﴿سورۃ البقرہ:26﴾

"اللہ بہتوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے"

☆ بت گمراہ کرتے ہیں:

169-وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا...... O ﴿سورۃ نوح:24﴾

"اور بے شک انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا"

☆ اللہ تعالیٰ مزکی (پاک کرنے والا) ہے:

170-......بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ...... O ﴿سورۃ النساء:49﴾

"بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے"

☆ محبوب خدا ﷺ بھی مزکی ہیں:

171-لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O ﴿سورۃ آل عمران:164﴾

"بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"

☆ اللہ تعالیٰ تعریف و توصیف کا حق دار ہے:

172-اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O ﴿سورۃ الفاتحہ:01﴾

"سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہانوں کا"

173-اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ O ﴿سورۃ ہود:73﴾

"وہی ہے سب خوبیوں والا، بزرگی والا"

☆ اور ہمارے حضور مصطفےٰ کریم کا نام ہی محمد ﷺ ہے:

اَلَّذِيْ يُحْمَدُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ ...... وہ جس کی بار بار تعریف کی جائے

☆ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام...... نور:

174-اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ...... O ﴿سورۃ النور:35﴾

"اللہ آسمانوں اور زمین کو منور (روشن) کرنے والا ہے"

☆ اور حضور ﷺ بھی نور ہیں:

175-......قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ O ﴿سورۃ المائدہ:15﴾

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"

﴿نامور مفسرین اُمت نے اس آیت میں نور سے حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات اقدس مراد لی ہے﴾

☆ اولاد کون عطا فرماتا ہے؟...... اللہ تعالیٰ:

176-......اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ O ﴿سورۃ ص:35﴾

"بے شک تو ہی بڑا عطا فرمانے والا ہے"

178,177- لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۗ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ O اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ O ﴿سورۃ الشوریٰ:50,49﴾

"اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی۔ پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جسے

چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔ یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے۔ بے شک وہ علم وقدرت والا ہے۔"

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بیان ملاحظہ ہو:

179-قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ ﴿سورۃ مریم:19﴾

"بولا: (اے مریم!) میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں"

☆ نعمتیں کون عطا فرماتا ہے؟...... اللہ تعالیٰ:

180-وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○ ﴿سورۃ التوبہ:59﴾

"اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے: ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے"

اور اللہ تعالیٰ کے محبوب خاتم الانبیاء ﷺ بھی:

181-...... اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ ...... ○ ﴿سورۃ الاحزاب:37﴾

"اللہ نے اس پر انعام کیا اور اے محبوب ﷺ تم نے اُس پر انعام کیا"

182-وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○ ﴿سورۃ التوبہ:59﴾

"اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا اور کہتے: ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے"

☆ اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی:

183-...... فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ ﴿سورۃ ص:39﴾

"اب تو چاہے احسان کر یا روک رکھ، تجھ پر کچھ حساب نہیں"

☆ غنی کرنا اور فضل فرمانا کس کی شان ہے؟...... اللہ تعالیٰ کی:

184-...... وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ...... ○ ﴿سورۃ التوبہ:74﴾

"اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا"

☆ اور اس کے محبوب ﷺ کی:

185-...... وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ...... ○ ﴿سورۃ التوبہ:74﴾

"اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا"

☆ شفا کون دیتا ہے؟...... اللہ تعالیٰ

186-وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ ﴿سورۃ الشعراء:80﴾

"اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے"

☆ اور اس کے محبوب بندے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان:

187-...... وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ ...... ○ ﴿سورۃ ال عمران:49﴾

"اور میں شفا دیتا ہوں پیدائشی اندھے کو اور سفید داغ والے کو"

نوٹ: آیات نمبر 176 تا 187 سے یہ بھی واضح ہوا کہ محبوبانِ الٰہی کو داتا، گنج بخش، غوث، غریب نواز اور مشکل کشا سمجھنا جائز ہے۔

☆ علمِ غیب کس کس کے پاس ہے؟

188-اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ ﴿سورۃ الحجرات:18﴾

"بے شک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے غیب اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے"

189-......وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۝ ﴿سورۃ آل عمران:179﴾

''اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ (اے عام لوگو) تمہیں غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے''

190-191- عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ...... ۝ ﴿سورۃ جن:27,26﴾

''غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے......''

☆ غیبی خبریں کون دیتا ہے؟......اللہ تعالیٰ:

192- ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ...... ۝ ﴿سورۃ آل عمران:44﴾

''یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں''

☆ اور اس کے محبوب حضور مصطفٰے کریم ﷺ:

193- وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ ﴿سورۃ التکویر:24﴾

''اور وہ غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں''

☆ ہر چیز سمیت ہوا پر کس کا حکم چلتا ہے؟......اللہ تعالیٰ کا:

194-......اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ...... ۝ ﴿سورۃ اعراف:54﴾

''سن لو اس کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا''

195-......اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ...... ۝ ﴿سورۃ یوسف:40﴾

''حکم نہیں مگر اللہ کا''

☆ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا:

196 تا 198- فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ ﴿سورۃ ص:36 تا 38﴾

''تو ہم نے ہوا اس کے قابو میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو قابو میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے''

199- وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝ ﴿سورۃ الانبیاء:81﴾

''اور سلیمان کے لیے تیز ہوا (قابو میں دے دی) کہ اس کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہمیں ہر چیز معلوم ہے''

☆ کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے؟......اللہ تعالیٰ:

200-......يُدَبِّرُ الْاَمْرَ...... ۝ ﴿سورۃ یونس:3، سورۃ الرعد:2﴾

''کام کی تدبیر فرماتا ہے''

☆ اور فرشتے:

201- فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ ﴿سورۃ النّٰزعٰت 05﴾

'' پھر کام کی تدبیر کرنے والے (فرشتے)''

☆ حکم و اختیار کس کے پاس ہے؟......اللہ تعالیٰ کے:

202-......اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ...... ۝ ﴿سورۃ یوسف:40﴾

''حکم نہیں مگر اللہ کا''

☆ محبوبِ خدا ﷺ کا حکم و اختیار ملاحظہ ہو:

203- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ ﴿سورۃ النساء:65﴾

"اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو وہ اپنے دلوں میں اس سے تنگی نہ پائیں اور جی سے مان لیں"

204- وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○ ﴿سورۃ الاحزاب 36﴾

"اور نہ کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا تو وہ بے شک کھلی گمراہی بہکا"

☆ مُردے کون زندہ کرتا ہے؟...... اللہ تعالیٰ:

205- كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ﴿سورۃ البقرہ:28﴾

"بھلا تم کیوں کر اللہ کے منکر ہو گے حالانکہ تم مُردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان ملاحظہ ہو:

206-...... وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ...... ○ ﴿سورۃ ال عمران:49﴾

"اور میں زندہ کرتا ہوں مُردے اللہ کے حکم سے"

☆ شہید کس کس کا نام ہے؟

207-...... اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ○ ﴿سورۃ النساء33﴾

"بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے"

208-...... وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ○ "اور اللہ کافی ہے گواہ" ﴿سورۃ الفتح:28﴾

209- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ...... ○ ﴿سورۃ البقرہ:143﴾

"بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ"

210- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ ﴿سورۃ الاحزاب:45﴾

"اے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر/گواہ اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا ہوا"

☆ رقیب کس کا نام ہے؟...... اللہ تعالیٰ کا:

211- اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ ﴿سورۃ النساء:1﴾

"بے شک اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے"

☆ یہی صفت فرشتے کے لیے بیان ہوئی:

212- مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○ ﴿سورۃ ق:18﴾

"کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو"

☆ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام...... حفیظ:

213-...... اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ○ ﴿سورۃ ہود:57﴾

"بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے"

یہ آیت مبارکہ بھی ملاحظہ ہو:

214-......اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ○ ﴿سورۃ یوسف:55﴾

"(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) بے شک میں حفاظت والا، علم والا ہوں"

215-وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ ○ ﴿سورۃ الانفطار:10﴾

"اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں"

216-لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ......○

﴿سورۃ الرعد:11﴾

"آدمی کے لیے تبدیل ہونے والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں"

حاصلِ کلام:

مندرجہ بالا آیات مبارکہ سے بخوبی ثابت و واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے وسیع علم و اختیار سمیت ایسی بہت سی صفات سے متصف ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی پائی جاتی ہیں اور حقیقت و مجاز اور ذاتی و عطائی کے فرق کا لحاظ رکھتے ہوئے ان صفات کو مخلوق میں تسلیم کرنے کا شرک سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔

وسیع علم و مشاہدہ اور طاقت و قدرت، مدد و نصرت اور حکم و اختیار سے متعلق اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی اعلیٰ صفات اور اشتراک لفظی اور حقیقت و مجاز کا تفصیلی مطالعہ کرنے کے بعد آیئے قرآن پاک ہی کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ان صفات کی نوعیت کیا ہے؟

مخلوق کی صفات کی نوعیت و خصوصیت

1- مخلوق کی صفات اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ (عطائی) ہیں:

217-......وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

﴿سورۃ یوسف:68﴾

"اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے"

218-......قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

﴿سورۃ یوسف:96﴾

"(حضرت یعقوب علیہ السلام نے) کہا: کیا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے (وہ باتیں) معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے"

219-......ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ......○ ﴿سورۃ یوسف:37﴾

"(حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا) یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے"

220-......وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ۭ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ○

﴿سورۃ النساء:113﴾

"اور (اے محبوب ﷺ) تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے"

221-......وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ......○ ﴿سورۃ آل عمران:179﴾

'' اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ (اے عام لوگو) تمہیں غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے''

223,222-عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ...... ۝ ﴿سورۃ جن:27,26﴾

''غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے''

224-......فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ﴿سورۃ ص:39﴾

''یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ، تجھ پر کچھ حساب نہیں''

225-ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ...... ۝ ﴿سورۃ ال عمران 44﴾

''یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں''

226-اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ ﴿سورۃ کہف:84﴾

''بے شک ہم نے اُسے (ذوالقرنین کو) زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا''

227-وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ﴿سورۃ ال عمران:49﴾

''اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف (یہ فرماتا ہوا کہ) میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے زندہ کرتا ہوں اللہ

کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو''

2- مخلوق کی صفات حادث و مخلوق (نئی/ پیدا شدہ) ہیں:

228-هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ ﴿سورۃ الدہر:01﴾

''بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اُس کا نام بھی نہ تھا''

3- مخلوق کی صفات محدود ہیں:

229-لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ ﴿سورۃ الانعام:103﴾

''آنکھیں اُس کا احاطہ (گھیراؤ) نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا احاطہ فرما لیتا ہے اور وہ بہت باریک بین خبر رکھنے والا ہے''

230-......اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ ﴿سورۃ الاحزاب:72﴾

''بے شک وہ (انسان) اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے''

231-يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝ ﴿سورۃ النساء:28﴾

'' اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف (بوجھ کم) کرے اور انسان کمزور بنایا گیا''

232-وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ ﴿سورۃ طٰہٰ:115﴾

'' اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا عزم (قصد) نہ پایا''

حاصلِ کلام:

1- اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات مخلوق میں بھی پائی جاتی ہیں۔

2- اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں جب کہ مخلوق کی تمام صفات اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔

3- اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ازلی و ابدی اور قدیم و مستقل ہیں جب کہ مخلوق کی تمام صفات حادث و مخلوق (نئی۔ پیدا شدہ) ہیں۔

4- اللہ تعالیٰ کی تمام صفات لامحدود ہیں جب کہ مخلوق کی تمام صفات محدود ہیں۔

5- اللہ تعالیٰ ہی تمام اعمال و افعال اور تمام احکام کا ذاتی و حقیقی مالک و مختار ہے۔ جب کہ مخلوق کی طرف ان کی نسبت فقط مجازی ہے۔

6- مخلوق کی صفات کو عطائی کی بجائے اس کی ذاتی...... حادث و مخلوق (پیدا شدہ) کی بجائے ازلی و ابدی اور قدیم و مستقل اور...... محدود کی بجائے لامحدود ماننا دراصل اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی صفات کو برابر اور ایک جیسا قرار دینا ہے جو یقیناً شرک ہے۔

7- اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی صفات میں ذاتی و عطائی، قدیم و مستقل اور حادث و مخلوق، لامحدود اور محدود اور حقیقی و مجازی کا فرق ملحوظ رکھا جائے تو برابری کا کوئی امکان و شائبہ نہیں اور اس لیے شرک کا کوئی سوال ہی نہیں۔

8- ذاتی و عطائی، قدیم و حادث، لامحدود و محدود اور حقیقی و مجازی کی یہ گفتگو اور گنجائش ہے صرف صفات کے حوالے سے اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے الٰہ یعنی عبادت کا حق دار ہونے کا تعلق ہے تو تمام مخلوق کے خالق اور حقیقی مالک ہونے، واجب الوجود اور قدیم و مستقل ہونے کی وجہ سے یہ حق صرف اسی کے ساتھ مخصوص ہے اور مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کا حق دار (معبود) سمجھنا شرک ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کی عطا کا ہی اعتقاد رکھے اس لیے کہ اُلوہیت یعنی عبادت کا حق دار ہونے میں عطائیت کے تصور کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

مزید وضاحت............سوالاً جواباً

س 1: قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ......

233-وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ط......O ﴿سورۃ الانعام:59﴾

''غیب کی چابیاں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا''

''بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم، اور وہ بارش اُتارتا ہے، اور جانتا ہے جو ماؤں کے پیٹوں میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے''

﴿ترجمہ آیت نمبر 34 سورۃ لقمان﴾

جب کہ قرآن پاک ہی کی آیات کریمہ سے ثابت و واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔ تصرّف و اختیار کے حوالے سے بھی یہی صورت حال ہے تو کیا ان دونوں طرح کی آیات کریمہ میں کوئی تضاد و مخالفت اور ٹکراؤ پایا جاتا ہے؟

ج: قرآن مجید کی ان آیات کریمہ میں کوئی باہمی تضاد، اختلاف، تعارض اور ٹکراؤ موجود نہیں بلکہ مکمل مطابقت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور قرآن مجید میں اس خوبی کو اس کے کتاب اللہ ہونے کی دلیل قرار دیا گیا ہے۔

234-اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا O ﴿سورۃ النسآء:82﴾

''تو کیا قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے''

جہاں تک علم غیب اور تصرف و اختیار وغیرہ سے متعلق دونوں طرح کی آیات کا تعلق ہے تو اگر آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے وسیع علم و مشاہدہ کا انکار کر دیں گے تو ان تمام آیات کریمہ کا انکار ہو جائے گا جن سے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا وسیع علم و مشاہدہ اور دیگر صفات ثابت و واضح ہیں اور اگر آپ ثبوت والی آیات کریمہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ عقیدہ رکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو ہر قسم کا علم و مشاہدہ حاصل ہے تو ان آیات کریمہ کا انکار لازم آئے گا جن میں علم و اختیار کی نفی کی گئی ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی صفات میں برابری کا اعتقاد لازم آئے گا اور یہ شرک ہوگا۔

اس سے لازمی طور پر ہر صفت کی دو قسمیں اور نوعیتیں ثابت ہوئیں۔

1- کسی صفت کی وہ نوعیت جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ثابت ہے یعنی ذاتی، ازلی وابدی، قدیم و مستقل، لامحدود اور حقیقی۔

2- جو مخلوق/ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے لیے ثابت ہے یعنی عطائی، حادث و مخلوق اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مقابلے میں محدود اور مجازی۔

تو جن آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ میں مخلوق سے کسی صفت کی نفی بیان ہوئی ہے، وہاں اس سے اُس صفت کی وہ نوعیت مراد ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ثابت ہے اور جہاں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے لیے کوئی صفت ثابت ہے وہاں عطائی، حادث و مخلوق اور محدود مراد ہے۔

س 2: قرآن مجید کی روشنی میں واضح کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو لوگوں کا مددگار اور کام آنے والا بنایا ہے؟

ج: 235- اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○ ﴿سورۃ المائدہ:55﴾

''تمہارے مددگار اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے اور رکوع کرتے ہیں''

236-......فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ○ ﴿سورۃ التحریم:04﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے اور جبریل اور صالح مومنین اور پھر اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں''

237- وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ ﴿سورۃ آل عمران:49﴾

''اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف (یہ فرماتا ہوا کہ) میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو'' ﴿المائدہ:110﴾

س 3: سورۃ فاتحہ میں ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کے طلب گار ہوتے ہیں (اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ)

اور حدیث مبارکہ میں بھی فرمایا گیا ہے کہ نمک اور جوتے کا تسمہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو۔ جب کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو بھی ہمارا مددگار بتایا گیا ہے اور حدیث مبارکہ میں بھی ایک دوسرے کی مدد کرنے اور مشکل و مصیبت دور کرنے کی بہت تاکید و فضیلت بیان ہوئی ہے تو کیا ان دونوں نوعیت کی آیات مبارکہ اور احادیث صحیحہ میں کوئی باہمی تضاد و اختلاف اور ٹکراؤ تو نہیں پایا جاتا؟

ج: نہیں بالکل نہیں، اس لیے کہ دیگر تمام صفات کی طرح مدد کی بھی دو قسمیں ہیں۔

1- کسی کو حقیقی اور مستقل طور پر مددگار سمجھنا اور یہ کہ وہ مدد کرنے کے لیے کسی کا محتاج نہیں۔ ایسا مددگار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جن آیات و احادیث مبارکہ میں صرف اس سے مدد طلب کرنے اور کسی دوسرے سے مدد طلب نہ کرنے کا حکم بیان ہوا ہے، وہاں یہی مراد ہے کہ اس کے سوا کسی اور کو ذاتی اہلیت، مستقل حیثیت والا اور بے نیاز مددگار (إلٰہ) نہ سمجھو۔

2- رہا اس تصور و اعتقاد کے ساتھ مخلوق سے مدد طلب کرنا کہ اسے مدد کرنے کی اہلیت و صلاحیت اور تصرّف و اختیار اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کیا ہے اور وہ مدد کرنے یا کسی کو کچھ دینے میں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے تو جن آیات و احادیث مبارکہ میں غیر اللہ کی مدد کا حکم و جواز بیان ہوا ہے وہاں مدد کی یہی قسم مراد ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ فاعل حقیقی ہے اور مخلوق میں سے مدد کرنے والا محض ظاہری سبب، ذریعہ اور وسیلہ ہے اور یہ بات کسی دیانت دار ذی فہم پر پوشیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے نظام و انتظام کو اسباب، ذرائع اور وسائل کے ساتھ متعلق و وابستہ کیا ہے۔ ان اسباب، ذرائع اور وسائل سے مدد لینا دراصل اللہ تعالیٰ ہی سے مدد لینا ہے۔

نوٹ: تصرّف و اختیار اور مدد و استمداد کی تفصیلی گفتگو کیلئے تیسرا باب ملاحظہ فرمایئے۔

تیسرا باب

مشرکین کے عقائد و اعمال

اور

اسلامی عقائد و اعمال

مختلف ادوار میں ایک خدا کو اپنا معبود ماننے اور اس کے بھیجے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام کے بتائے ہوئے رستے پر چلنے والوں کے علاوہ دیگر لوگوں کو عقیدہ وعمل کے اعتبار سے بنیادی طور پر مندرجہ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1- جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کا خالق ومنتظم ماننے کی بجائے اس کائنات کی تخلیق کو محض ایک اتفاقی حادثہ قرار دیتے ہیں۔ موت کے بعد انسان کے دوبارہ اٹھائے جانے اور حساب وکتاب اور جزاء وسزا کا انکار کرتے ہیں اور موت کے نتیجے میں انسان کے مستقل فنا ہو جانے کے قائل ہیں۔ ایسے لوگوں کو کافر کہا جاتا ہے۔

2- جو لوگ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کو کائنات کا خالق بھی مانتے ہیں۔ مگر وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا معبود (خدا) ماننے کی بجائے کئی خداؤں کا عقیدہ رکھتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔ اگرچہ اپنے افکار ونظریات اور انجام ومقام کے اعتبار سے یہ لوگ بھی کافر ہی ہیں تاہم قرآن وحدیث میں انہیں منکرین خدا سے الگ بیان کرتے ہوئے کفار کے علاوہ مشرکین بھی قرار دیا گیا ہے۔

3- ان کے علاوہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ ہیں۔ ان میں یہودی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب تورات کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ نصاریٰ/نصرانی (عیسائی) اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب انجیل کے پیروکار بتاتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ ان کتابوں میں متعدد اصل آیات کو تبدیل کر کے کفریہ وشرکیہ عقیدے داخل کر دیے گئے ہیں۔

چونکہ اس کائنات میں جابجا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی ایسی بے شمار نشانیاں موجود

ہیں کہ بہت کم سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی با آسانی اللہ تعالیٰ کے وجود کی معرفت حاصل کرسکتا ہے جو لوگ اس کے باوجود انکار کرتے ہیں، وہ محض ضد وانانیت، ہٹ دھرمی یا دیگر مفادات ہی کی وجہ سے کرتے ہیں اس لیے یہاں پر ایسے لوگوں کی بجائے ہماری گفتگو کا موضوع ایسے لوگ اور ان کے عقائد ونظریات اور اعمال وافعال ہیں......

جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہیں۔ اسے کائنات کا خالق مانتے ہیں مگر ان کے ہاں خالص توحید کی بجائے مکمل یا جزوی طور پر شرک پایا جاتا ہے۔

چونکہ توحید وشرک کا موضوع دنیا وآخرت کا سب سے بڑا اور اہم موضوع ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے آخر میں نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید میں مختلف ادوار کے مشرکوں اور ان کے شرکیہ عقائد ونظریات کو بار بار اور تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اس لیے توحید وشرک کا حقیقی ادراک وشعور حاصل کرنے، سچی توحید کی راہ پر گامزن رہنے، شرک سے مکمل طور پر گریز واجتناب کر کے اخروی ناکامی سے بچنے اور حقیقی کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن پاک میں بیان کردہ مشرکوں کے عقائد واعمال کو سمجھا جائے۔

تو آیے دیکھتے ہیں کہ مشرکوں کے کیا عقائد واعمال تھے جنہیں غلط وناجائز اور شرک قرار دیا گیا ہے اور ان کے بالمقابل صحیح عقائد واعمال کیا ہیں؟

یہ وہ سوالات وعنوانات ہیں جن کی صحیح تفہیم توحید وشرک کی تفہیم میں بہت مددگار ہوگی اور ان کے حوالے سے اسلامی کلمہ پڑھنے والوں میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے اور وہ اتحاد و یکجہتی کی ضرورت کے باوجود گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اس لیے ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ ہر شخص گروہی ومسلکی تعصب کی بجائے فقط تلاشِ حق کا جذبہ اپنے دل میں سجا کر اس کتاب کا اور خصوصاً اس باب کا مطالعہ کرے ورنہ ضد، انانیت اور متعصبانہ تاویلات کے پھندے قبولِ حق کی راہ میں رکاوٹ بنے رہیں گے۔

- 1 -

اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد قرار دینا

جیسا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بیان پر مشتمل صفحات میں قرآن پاک کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ذات کے اعتبار سے یکتا وبے مثل اور اولاد سے پاک ماننا توحید ہے اور ذات کے اعتبار سے کسی کو اللہ تعالیٰ جیسا ماننا اور اس کے لیے کوئی اولاد قرار دینا شرک ہے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد قرار دینے کا تعلق ہے تو یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے قرار دیتے ہیں۔

238- وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۙ سُبْحَانَهُ ۖ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ ○ ﴿سورۃ البقرۃ:116﴾

"اور بولے: اللہ نے اپنے لیے اولاد بنائی، پاکی ہے اُسے۔ بلکہ اُسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اس کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں"

مشرکینِ مکہ اللہ تعالیٰ کو اولاد سے پاک ماننے کی بجائے فرشتوں کو اس کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ ملاحظہ ہوں قرآن پاک کی درج ذیل آیات کریمہ:

239- وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ○ ﴿سورۃ مریم:88﴾

"اور کافر بولے: رحمٰن نے اولاد اختیار کی"

240- وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ○

﴿سورۃ النحل:57﴾

''اور اللہ کے لیے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں۔ پاک ہے اس کو اور اپنے لیے جو ان کا اپنا جی چاہتا ہے''

241- اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ ﴿سورۃ بنی اسرآءیل:40﴾

''کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن دیے اور اپنے لیے فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں۔ بے شک تم بڑا بول بولتے ہو''

قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ماننے کو شرک قرار دیا ہے اس لیے کہ اولاد اور باپ کا ہم جنس اور کئی اعتبارات سے ایک جیسا ہونا لازمی ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ٹھہراتا ہے وہ کہے نہ کہے، اس سے اللہ تعالیٰ اور اولاد کے کے درمیان جنسی مشابہت اور ایک جیسے ہونے کا عقیدہ لازم آتا ہے جو یقیناً شرک ہے۔

- 2 -

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اوروں کو الٰہ (معبود/خدا) قرار دینا

2.1- یہودیوں کی ایک سے زیادہ کو خدا سمجھنے اور پوجنے کی رغبت کا یہ عالم تھا کہ:

242- وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝

﴿سورۃ الاعراف:138﴾

''اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اُتارا تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ اپنے بتوں کے آگے جم کر بیٹھے ہوئے تھے، بولے: اے موسیٰ (علیہ السلام) ہمیں ایک خدا بنا دے جیسا ان کے لیے اتنے خدا ہیں، وہ بولا: تم ضرور جاہل لوگ ہو''

2.2- نصرانی یعنی عیسائی عقیدۂ اُلوہیت کے حوالے سے عجب تضاد کا شکار ہیں۔ وہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کو الٰہ یعنی خدا قرار دیتے ہیں لیکن دوسری طرف تین خداؤں کے قائل ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور کبھی حضرت جبرائیل علیہ السلام اور کبھی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بھی خدا قرار دیتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ تثلیث (Trinity) کے نام سے معروف ہے۔ اس میں یہ بات مزید حیرت کا باعث ہے کہ وہ کبھی تو کہتے ہیں کہ ایک میں تین ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ تین میں ایک ہے۔

ہمارے اس بیان کے ثبوت میں ملاحظہ فرمایئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی یہ عبارت:

"THE CRISTIAN DOCTRINE OF THE TRINITY CAN BE BEST EXPRESSED IN THE WORDS, THE FATHER IS GOD, THE SON IS GOD, AND THE HOLY GHOST IS GOD AND YET THEY ARE NOT THREE GODS BUT ONE GOD".

«ENCY, BRITTANICA 479, VOLUME 22»

''عیسائیت کا عقیدۂ تثلیث ان الفاظ میں بہترین طور پر بیان کیا جاسکتا ہے کہ باپ خدا ہے، بیٹا خدا ہے اور روح القدس (جبرائیل) خدا ہے اور پھر بھی وہ تین خدا نہیں ہیں بلکہ ایک خدا ہیں''

قرآن مجید نے نصرانیوں کے اس عقیدے کی مدلل اور پرزور مذمت کی اور اسے شرک قرار دیا۔

243- لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ...... ○ «سورۃ المائدہ 17»

''بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے تم فرمادو: پھر اللہ کا کوئی کیا کرسکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کردے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو''

244- لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ «سورۃ المائدہ:72»

''بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ وہی مریم کا بیٹا ہے اور مسیح نے تو یہ کہا تھا: اے

بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں''

245- لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

«سورۃ المائدہ:73»

''بے شک کافر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں سے تیسرا ہے اور خدا تو نہیں مگر ایک اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو جو اُن میں کافر رہیں گے ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا''

246- يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○

«سورۃ النساء:171»

''اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر سچ کے سوا نہ کہو۔ مریم کا بیٹا عیسیٰ مسیح اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ اس نے مریم کی طرف بھیجا اور اس کی طرف کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو۔ باز رہو اپنے بھلے کو، اللہ تو ایک ہی خدا ہے۔ پاکی ہے اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو۔ اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز ہے''

2.3- مشرکین اگرچہ خدائے بزرگ و برتر کو تمام کائنات کا خالق مانتے تھے اور اس کی اُلوہیت یعنی اس کے خدا ہونے کے قائل تھے مگر مخلوق میں سے بھی بعض کو اپنا الٰہ (خدا) قرار دیتے تھے۔ کبھی سورج، کبھی چاند اور کبھی ستاروں کو رب ٹھہراتے تھے۔

ملاحظہ ہوں سورۃ انعام کی آیات نمبر 76 تا 78:

اور کبھی اپنے ہاتھوں سے پتھر اور لکڑی کے بت تراش کران کو اپنا الٰہ قرار دیتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔

247- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ ﴿سورۃ الانعام:74﴾

''اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے (حقیقی چچا..... عرفی ورواجی) باپ آزر سے کہا: کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو۔ بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں''

اگرچہ مشرکین نے اپنے بعض بُت بدکار عورتوں کے ناموں اور ان کی شکلوں پر بھی تراشے ہوئے تھے جیسا کہ درج ذیل آیات کریمہ سے ظاہر و واضح ہے:

248- اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ○

﴿سورۃ النساء:117﴾

''اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو''

249 تا 251- اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ○ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ○ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ○ ﴿سورۃ النجم:19 تا 21﴾

''تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ اور تیسری منات کو۔ کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی''

اور بعض بُت سابقہ نیک اور صالح افراد سے بھی منسوب تھے۔

﴿سورۃ نوح:23﴾

- 3 -

وسیلہ و توسّل اور سفارش و شفاعت

مشرکین اپنے بتوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربت و قبولیت اور رسائی کا ذریعہ (سفارشی) سمجھتے تھے۔

253,252- اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ○ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ﴿سورۃ الزمر:44,43﴾

''کیا انہوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں تم فرماؤ کیا اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں۔ تم فرماؤ: شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے اسی کے لیے ہے آسمانوں وزمین کی بادشاہی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے''

254- وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ﴿سورۃ یونس:18﴾

''اور اللہ کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ نقصان کرے اور نہ کچھ بھلا اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں تم فرماؤ: کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں۔ اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے''

255- اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ..... ○ ﴿سورۃ زمر:03﴾

''ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنا لیے (کہتے ہیں) ہم تو انہیں صرف اس لیے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں''

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے عقیدہ وعمل کو واضح طور پر باطل اور شرک قرار دیا۔ کیوں؟ کیا اس لیے کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قدر و قبولیت اور قرب و رسائی کا ذریعہ و وسیلہ اور سفارشی سمجھنا شرک ہے؟...... نہیں...... بالکل نہیں۔

قرآن وحدیث سے یہ حقیقت ثابت و واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک، صالح اور محبوب بندوں کے ساتھ محبت وعقیدت رکھنا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب و رسائی کا ذریعہ و وسیلہ اور سفارشی سمجھنا کوئی جرم نہیں بلکہ نہایت پسندیدہ ہے۔

ملاحظہ ہوں درج ذیل آیات کریمہ جن سے اللہ تعالیٰ کے نیک، صالح اور محبوب بندوں کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذریعہ و وسیلہ ہونا بالکل واضح ہے:

یہودیوں کے بارے میں قرآن نے فرمایا:

256-وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ○ ﴿سورۃ البقرہ:89﴾

''اور اس سے پہلے وہ (اس نبی ﷺ کے وسیلہ سے) کافروں پر فتح مانگتے تھے اور جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر''

☆ 1- اس آیت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خیبر کے یہودیوں کی قبیلہ غطفان سے جنگ تھی۔ جنگ میں قبیلہ غطفان نے یہودیوں کو شکست دے دی تو انہوں نے یہ دعا کی۔

إِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي وَعَدْتَنَا أَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَنْ تَنْصُرَنَا عَلَيْهِمْ ﴿تفسیر قرطبی ج 2 ص 27,26﴾

''اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس اُمی نبی ﷺ کے وسیلہ سے جس کو ہمارے لیے آخر زمانہ میں ظاہر کرنے کا تُو نے ہم سے وعدہ کیا کہ تو ان کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما''

جنگ کے وقت حضور ﷺ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی یہ برکت ہوئی کہ یہودیوں نے قبیلہ غطفان کو شکست دے دی۔ لیکن جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو یہودیوں نے کفر و انکار کر دیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

علامہ ابن قیم جوزی نے بھی اپنی کتاب "ھدایۃ الحیارٰی فی اجوبۃ الیھود والنصارٰی" الجامع الفرید کے ص 493 پر اسی طرح بیان کیا ہے۔

مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں: جامع البیان ج 1 ص 325 مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، درِ منثور ج 1 ص 88۔

257-وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ○ ﴿سورۃ النساء:64﴾

''اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی سفارش فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں''

258-أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ○ ﴿سورۃ بنی اسرآءیل 57﴾

''وہ (مقبول) بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ قریبی ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے

عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے"

259-یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ O ﴿سورۃ المائدۃ:35﴾

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ"

260-وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ O

﴿سورۃ الطور:21﴾

"اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی' ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی (محض ان کی وجہ سے جب کہ وہ خود اپنے اعمال کے سبب اپنے والدین کے سے بلند درجات و مقامات کے اہل نہ تھے) اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی۔ سب آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں"

وسیلہ و توسل اور سردار انبیاء ﷺ کا طرزِ عمل:

☆ 2- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو حضور ﷺ نے انہیں اپنی قمیض مبارک کا کفن دیا اور قبر تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ جب قبر کھودی گئی تو حضور ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے لحد کھودتے اور مٹی باہر نکالتے رہے۔ آپ ﷺ اس کی لحد میں لیٹ گئے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ! میری ماں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت اسد کی بخشش فرما...... وَوَسِّعْ عَلَیْهَا مُدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ...... اور اس کیلئے اس کی قبر کو کشادہ فرمادے اپنے نبی (محمد مصطفیٰ ﷺ) اور ان انبیاء کرام علیہم السلام کے

وسیلہ سے جو مجھ سے پہلے گزر چکے۔ پس بے شک تو ہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

﴿مجمع الزوائد ج 09 ص 304 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت بحوالہ طبرانی کبیر و اوسط﴾

☆ 3- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ نے ان کو اپنی قمیض مبارک کا کفن کس لیے عطا فرمایا؟ جواباً فرمایا: اَلْبَسْتُهَا قَمِیْصِیْ لِتُلْبَسَ مِنْ ثِیَابِ الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا فِیْ قَبْرِهَا لِاُخَفِّفَ عَنْهَا ضَغْطَةَ الْقَبْرِ...... میں نے اپنی قمیض کا کفن ان کو اس لیے دیا تا کہ انہیں جنت کا لباس پہنایا جائے اور میں ان کی قبر میں اس لیے لیٹا تا کہ انہیں قبر کی تنگی اور سختی کی تکلیف سے نجات دلاؤں۔

﴿معرفۃ الصحابہ ابونعیم۔ مسند الفردوس دیلمی۔ معجم کبیر طبرانی ج 04 ص 278۔ معجم اوسط طبرانی ج 01 ص 153۔ صحیح ابن حبان۔ مستدرک حاکم۔ جذب القلوب۔ توسل ناصر الدین البانی ص 102 مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت۔ مجمع الزوائد ج 09 ص 304۔ وفاء الوفا سمہودی ج 03 ص 899-898 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت﴾

اگرچہ مندرجہ بالا آیات مبارکہ سے بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک، صالح اور محبوب بندے اپنی دنیاوی زندگی اور بعد وصال اللہ تعالیٰ کے ہاں نجات و مغفرت، قدر و منزلت اور قربت و قبولیت کے لیے ذریعہ و وسیلہ اور سفارشی ہیں تاہم وسیلہ و توسل اور سفارش و شفاعت کے اسلامی تصور کی مکمل وضاحت کے لیے چند مزید آیات مبارکہ اور احادیث صحیحہ پیش خدمت ہیں۔

سفارش و شفاعت کا اِذن و اختیار کس کس کے لیے ہے؟

سفارش کا دروازہ آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں کھولے گا:

☆ 4- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور، شفیع معظم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے میں سفارش کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی اور اس پر (مجھے) فخر نہیں۔ ﴿مسلم ج02 ص275﴾

خوش نصیب مومن...... بدنصیب کافر:

☆ 5- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی علیہ السلام کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور ہر ایک نے یہ دعا دنیا میں خرچ کر لی اور میں نے اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے بچا کر رکھا ہے اور یہ ان شاء اللہ میری اُمت کے ہر اس شخص کو حاصل ہو گی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا۔

﴿مسلم ج01 ص113﴾

گناہ گاروں کا سہارا...... ہمارا نبی ﷺ:

☆ 6- حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ ...... میری شفاعت اپنی اُمت کے کبیرہ گناہوں والوں کے لیے ہو گی۔ ﴿ترمذی﴾

☆ 7- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی نصف اُمت جنت میں داخل کرنے اور شفاعت کرنے کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ وہ زیادہ عام اور کافی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ پرہیزگاروں کے لیے ہے؟ نہیں۔ وہ گناہ گاروں اور خطا کاروں کے لیے ہے۔ ﴿ابن ماجہ ص329﴾

کاش موت مدینے میں عطا ہو:

☆ 8- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ بِهَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِهَا۔ جس شخص کو مدینہ طیبہ میں موت آ سکے تو اسے یہاں ہی مرنا چاہیے کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی (خاص طور پر) سفارش کروں گا۔ ﴿ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل المدینۃ﴾

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں
مدفن میرا محبوب کے قدموں میں بنا دے

اے گنبدِ خضراء کے زائر! عجب تیرا مقدر:

☆ 9- حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہو گئی۔ ﴿مسلم ج1 ص166۔ ترمذی ص560۔ سنن دارقطنی ج2 ص278﴾

تاجِ شفاعت کس کس کے سر سجے گا؟

☆ 10- حضرت عثمان بن عفان ؓ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ انبیاء حضور پرنور ﷺ نے فرمایا...... یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ ...... قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے۔ انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام)، پھر علماء کرام، پھر شہداء کرام (علیہم الرحمۃ)۔ ﴿ابن ماجہ ص320﴾

فرشتوں کے لیے بھی یہ حکم و اختیار ثابت ہے:

261- تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

﴿سورۃ الشوریٰ: 05﴾

''قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اُوپر سے پھٹ جائیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں۔ سن لو بے شک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے''

262 تا 264۔ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ﹰالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ ﴿سورۃ المؤمن: 07 تا 09﴾

''وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی بخشش مانگتے ہیں، اے ہمارے رب! تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز کی سمائی ہے، تو انہیں بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیری راہ چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ اے ہمارے رب! اور انہیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور اولاد میں، بے شک تو ہی عزت وحکمت والا ہے۔ اور انہیں گناہوں کی شامت سے بچالے اور جسے تو اس دن گناہوں کی شامت سے بچائے تو بے شک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے''

اھم سوال: جب اللہ تعالیٰ کے نیک، صالح اور محبوب بندوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں نجات ومغفرت، قدر ومنزلت اور قربت وقبولیت کے لیے اپنا ذریعہ ووسیلہ اور سفارشی سمجھنا بالکل درست ہے تو یہ سوال تا حال قائم ہے کہ مشرکوں کا عقیدہ وعمل کیوں شرک قرار پایا؟

وضاحت...... وجوہاتِ شرک:

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے مشرکین کے عقائد واعمال کے ناجائز اور شرکیہ ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات سامنے آتی ہیں۔

1- مشرکین نے صالحین کے بُت بنائے اور ان بتوں کو اپنا وسیلہ قرار دیا جب کہ وسیلہ کہتے ہیں قرب کے ذریعہ وواسطہ کو ﴿نہایہ ج 5 ص 185 مطبوعہ ایران، لسان العرب ج 11 ص 725,724 مطبوعہ ایران﴾۔ اور یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوسروں کے لیے قدر وقبولیت اور قربت ورسائی کا ذریعہ وواسطہ وہی ہو سکتے ہیں جنھیں خود اس کے ہاں قدر وقبولیت، اور قربت ورسائی حاصل ہو اور وہ نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں نہ کہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے لکڑی، پتھر وغیرہ کے بُت خواہ ان بتوں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے ہی منسوب کر دیا جائے۔ اس لیے کہ بت تو کسی کے لیے قرب الٰہی کا ذریعہ ووسیلہ بننے کے اہل ہی نہیں۔ وہ کسی دوسرے کو جہنم سے کیا بچائیں گے، وہ تو خود اپنے پجاریوں کے ہمراہ جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں۔

265-وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ○ ﴿سورۃ البقرۃ:24﴾

''(وہ آگ) جس کا ایندھن انسان اور پتھر (بت) ہیں تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے''

266-اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ○

﴿سورۃ الانبیاء:98﴾

''بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو۔ تم اس میں جانے والے ہو''

267-لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○ ﴿یٰس:75﴾

''وہ اُن کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ اُن کے لشکر سب گرفتار حاضر آئیں گے''

2- انہوں نے بتوں کو اپنا الٰہ یعنی معبود / خدا قرار دیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُلوہیت میں شریک کیا اور حقیقت یہ ہے کہ مشرکین نے بتوں کے ساتھ محبت و عقیدت، تعظیم و توقیر، خوف و خشیت، نداء و پکار، مدد و استمداد وغیرہ کے جو رویے بھی اختیار کیے ان میں بنیادی طور پر بتوں کے الٰہ ہونے کا تصور کارفرما ہے اس لیے اُن کا بتوں کو الٰہ سمجھنا بھی شرک قرار پایا اور بتوں کے ساتھ اختیار کیے گئے یہ تمام رویے بھی شرک قرار پائے۔

ملاحظہ ہوں درج ذیل آیات کریمہ:

268-وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

﴿سورۃ یٰسٓ:74﴾

"انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود ٹھہرا لیے اس امید پر کہ ان کی مدد ہو"

269-وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ○

﴿سورۃ مریم:81﴾

"اور اللہ کے سوا اور معبود بنا لیے کہ وہ انہیں زور دیں"

3- اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ صرف وہی مستحق الٰہ یعنی خدا ہونے کے لائق ہے جو واجب الوجود اور قدیم و مستقل ہو (جس کا وجود لازم ہو اور وہ کبھی غیر موجود نہ ہو یعنی ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ کے لیے ہو) اور اس کی صفات اس کی ذات کی طرح قدیم و مستقل ہوں اور ایسی ذات و مستحق صرف اور صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اس لیے صرف وہی الٰہ ہونے کے لائق ہے اور وہی اس کا حق دار ہے کہ ساری مخلوق اس کی عبادت گزار ہو۔

جب کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو (خواہ وہ صالح بندے ہوں یا ان سے منسوب لکڑی اور پتھر کے بُت) الٰہ قرار دیتے اور ان کی عبادت کرتے تھے اور یہ شرک فی العبادت ہے۔

حاصلِ کلام:

اس بیان سے درج ذیل نکات واضح ہوئے:

1- اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اس کی بارگاہ میں مخلوقِ خدا کے لیے قرب و قبولیت اور نجات و مغفرت کا ذریعہ و وسیلہ ہیں جب کہ بتوں کو ایسا ذریعہ و وسیلہ ہونے کی کوئی اہلیت و صلاحیت حاصل نہیں۔

2- اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو دوسروں کی سفارش و شفاعت کا یقینی اذن و اختیار حاصل ہے اور...... من ذالذی یشفع عندہ...... ﴿البقرہ:255﴾ کے بعد...... الا باذنہ...... کا استثناء انہی کے لیے بیان ہوا ہے جب کہ بتوں کے لیے ایسے کسی اذن و اختیار کا کوئی ثبوت و سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ تو خود جہنم میں جانے والے ہیں وہ کسی کو کیا بچائیں گے۔

3- صرف اہلِ ایمان ہی اس لائق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اُن کے گناہوں کی مغفرت، دخولِ جنت اور بلندیٔ درجات کے لیے بارگاہِ الٰہی میں سفارش و شفاعت کریں گے جب کہ کفار و مشرکین کو عذابِ الٰہی سے بچانے کے لیے کوئی سفارش نہیں کرے گا۔

4- مشرکین کا اپنے بتوں کو بارگاہِ الٰہی میں قربت و قبولیت کا ذریعہ و وسیلہ اور سفارشی سمجھنا باطل و بے کار ہے جب کہ اہلِ ایمان کا محبوبانِ الٰہی کو اپنا ذریعہ و وسیلہ اور سفارشی سمجھنا بالکل عین اسلام ہے اور اس کا مشرکین کے باطل عقیدے کے ساتھ مشابہت و مماثلت کا کوئی تعلق و واسطہ نہیں۔

5- بتوں کی لاچاری و بے بسی دیکھ کر محبوبانِ الٰہی کے وسیلہ و توسّل اور اُن کی سفارش و شفاعت کا انکار کرنا اور مشرکوں کے حال پر قیاس کرتے ہوئے اہلِ ایمان کو بے یار و مددگار سمجھنا جہالت و کوتاہ فہمی کے سوا کچھ نہیں۔

خبردار...... ہوشیار

اب جب کہ وسیلہ و توسّل اور سفارش و شفاعت کے حوالے سے مشرکین کے باطل و بے کار اور اہلِ ایمان کے عین اسلامی تصور کا فرق خوب واضح ہو چکا ہے تو یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں وسیلہ و توسّل کی جو اہلیت و صلاحیت اور سفارش و شفاعت کا جو اذن و اختیار ثابت ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء و صالحین علیہم الرضوان کیلئے ہے۔ اس کا ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہیں جو دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہیں مگر محبوبانِ الٰہی کی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ دن رات دین و شریعت کی کھلی نافرمانی کرتے ہیں، ڈھول ڈھمکا اور مزارات پر دھاچوکڑی اُن کے محبوب مشاغل ہیں۔ سفلی عملیات وغیرہ کے ذریعے شعبدہ بازیوں کو کرامات مشہور کرتے اور پیری مریدی کا دھندہ کرتے ہیں۔ ضعیف الاعتقاد لوگ اُن کے حضور حاضریاں بھرتے اور وہ ان کی مشکلات حل کرنے کا چکمہ دے کر ان سے رقمیں بٹورتے ہیں۔ خود تو بدعقیدہ و بدعمل ہوتے ہی ہیں، نادان عقیدت مندوں کو بھی بدعقیدہ و بدعمل بناتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے اُلٹے سیدھے عملیات اور نفسیاتی حربوں سے کسی کی کوئی دنیوی مسئلہ و مشکل تو حل ہو جائے مگر اُن کے ذریعے اُخروی نجات و مغفرت اور قربت و قبولیت کا اعتقاد وابستہ کرنا سوائے جہالت و بربادی کے کچھ نہیں۔

جہالت کے یہ چلتے پھرتے شاہ کار، لوگوں کی نادانی و ضعیف الاعتقادی کے باعث اپنی تجوریاں بھرنے والے ماہر فنکار ہماری جانب سے اصلاح و خیر خواہی کے حق دار تو ہیں، عقیدت و احترام کے قطعی حق دار نہیں۔

یہ تو بات ہے اُن لوگوں کی جن کے حلیے اور کردار سے شریعت کی مخالفت ظاہر و عیاں ہے جب کہ ایسے لوگوں کی بھی بہت بڑی تعداد موجود ہے جن کے حلیے اور ظاہر داری سے دین و شریعت کی پاس داری کا تاثر ملتا ہے مگر محبت و عقیدت کے جال میں گرفتار لوگوں کی جیبوں پر نظر

رکھنا اور مال سمیٹنا ان سیم و زر کے غلاموں کا بھی محبوب مشغلہ اور مفید کاروبار ہے۔

ان میں سے بہت سوں کو لوٹ مار کا یہ حق و اختیار محض اس لیے حاصل ہے کہ یہ صاحب زادگان کسی آستانے کے سجادہ نشین ہیں اور وراثت میں کوئی مزار اُن کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ گویا سجادہ نشینی اور مجاوری کیا ملی، سونے کی کان کے مالک بن گئے۔ اسے کہتے ہیں وراثت کا فیض اور فیض بھی ایسا کہ عمر بھر کوئی کام کاج نہیں کرتے اور ہاتھ تو ڑ کر بیٹھے رہتے ہیں تو بھی ختم نہیں ہوتا بلکہ بہت بڑھ کر اگلوں کو منتقل ہوتا ہے اس لیے کہ عقیدت مندوں کو ان بابوں اور حضرتوں کی دُعاؤں اور شفقتوں کا جو تاوان ادا کرنا پڑتا ہے، اُس میں برکت ہی بہت ہے۔

علاوہ ازیں بہت سے دینی حلیے کے حامل مسکین صورت "صالحین" اور "اللہ والے" اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام علیہم الرضوان کی گستاخی کا عقیدہ کلمہ، نماز، روزہ، دعوت و تبلیغ وغیرہ عبادات کی اوٹ میں چھپائے سادہ لوح مسلمانوں کے لیے گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں۔

لہٰذا ہم جس طرح محبوبانِ الٰہی کے وسیلہ و توسّل اور سفارش و شفاعت کا انکار کرنے والوں کی تردید کرتے ہیں اس طرح لوگوں کی دنیوی و اُخروی مشکلات حل کرنے کے دعوے دار بلکہ ان کی نجات و مغفرت کی گارنٹی دینے والوں سمیت دیگر ہر قسم کے ان ڈھونگی پیروں کی بھی پرزور مذمت کرتے ہیں۔

رہا یہ سوال کہ ان سب فنکاروں سے کیسے بچا جائے؟ اس سلسلے میں اہلِ ایمان کو یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ اور ولیِ کامل وہی ہو سکتا ہے جس کا عقیدہ سچا اور عمل اچھا ہو چاہے اُس سے کوئی کرامت ظاہر و صادر نہ ہو اور سچے عقیدے اور اچھے عمل کی اصلیت کا شعور علماءِ حق کی قربت و رفاقت سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا عوام الناس کے لیے علماءِ حق سے باقاعدہ رابطہ و راہنمائی کا ضرور اہتمام رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے طفیل ہمارے ایمان و عمل کی حفاظت فرمائے، آمین۔

- 4 -

محبت وعقیدت اور تعظیم وتوقیر

اس حقیقت سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے افراد و اشیاء کے ساتھ محبت وعقیدت رکھنا اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا جرم نہیں بلکہ قرآن پاک میں انہیں شعائر اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں قرار دے کر اس کی تاکید بھی کی گئی ہے اور اسے دلوں کے تقویٰ کا معیار قرار دے کر بہت بڑے اجر و ثواب اور مغفرت کی خوش خبری بھی دی گئی ہے۔

ملاحظہ ہوں درج ذیل آیات کریمہ:

270-اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ○ ﴿سورۃ البقرہ:158﴾

”بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں میں سے ہیں تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان کے پھیرے کرے اور جو بھلی بات کرے اپنی طرف سے تو اللہ صلہ دینے والا خبردار ہے“

272,271- ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ ...... ○ ﴿سورۃ الحج:36,32﴾

”بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے

ہے۔ اور قربانی کے ڈیل دار جانور (اُونٹ اور گائے) ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے کیے۔ تمہارے لیے اُن میں بھلائی ہے تو ان پر اللہ کا نام لو“

273-لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ ﴿سورۃ الفتح:09﴾

”تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم اور توقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو“

274 تا 277-يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ ﴿سورۃ الحجرٰت﴾

”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو نبی کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں اللہ کے رسول کے پاس، یہ وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے اُن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، اُن میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم خود اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے“

یہ تو ہے تعظیم وتوقیر کا قرآنی تصور، اب ملاحظہ ہو مشرکین کا تصورِ تعظیم وتوقیر:

مشرکین اپنے باطل معبودوں کی محبت وعقیدت میں بھی بہت زیادہ غلو (زیادتی) کا شکار تھے اور ان کے ساتھ ویسی ہی محبت وعقیدت رکھتے تھے جیسی انتہائی محبت وعقیدت کا حق دار صرف اور صرف ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ گویا ان کو الٰہ قرار دینا بھی شرک ہے اور ان سے اللہ تعالیٰ کے برابر محبت وعقیدت رکھنا بھی شرک۔

ملاحظہ ہوں قرآن پاک کی درج ذیل آیاتِ مقدسہ جن سے بتوں کے ساتھ ان کی محبت وعقیدت کا یہ غلو نہایت واضح ہے:

278-وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ..... O

﴿سورۃ البقرۃ:165﴾

'' اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں''

انداد ...... نِدّ ...... کی جمع ہے اور نِدّ کا معنی ہے مثل ومقابل۔

﴿تفسیر کشاف، ج 1 صفحہ 126 قدیمی کتب خانہ کراچی، تفسیر کبیر زیر آیت بالا﴾

اپنے باطل معبودوں کے ساتھ ان کی محبت ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ:

4.1- وہ اپنی فصلوں اور مویشیوں میں کچھ حصہ اللہ تعالیٰ کے نام کا اور کچھ حصہ اپنے بتوں کے نام کا مقرر کر لیتے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ کے نام والے حصے میں کوئی کمی واقع ہوتی تو بتوں والے حصے میں سے نکال کر یہ کمی پوری نہ کرتے تھے مگر بتوں کے نام والے حصے میں کمی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے نام والے حصے سے نکال کر دوسری طرف ملا لیتے یعنی وہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے بتوں کا حق سمجھتے تھے۔

ثبوت کے لیے ملاحظہ ہوں درج ذیل آیاتِ کریمہ:

279- وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰي شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ O

﴿سورۃ الانعام:136﴾

''اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیے ان میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہوا تھا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا تو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا اور جو خدا کا ہے وہ ان شریکوں کو پہنچتا ہے۔ کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں''

4.2- اگر ان کے سامنے ان جھوٹے خداؤں کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر کیا جاتا تو ان کے دلوں کی تنگی، گھٹن اور نفرت ظاہر ہونے لگتی مگر جب کوئی ان کے بتوں کی بڑائی بیان کرتا تو وہ خوشیاں منانے لگتے۔

280-وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ O ﴿سورۃ زمر:45﴾

''اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل سمٹ جاتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جب اللہ کے علاوہ اوروں کا ذکر ہوتا ہے جب تو وہ خوشیاں مناتے ہیں''

4.3- اور اللہ تعالیٰ کی بجائے اپنے بتوں کی برتری کے نعرے لگانے لگتے۔ جیسا کہ جنگ اُحد میں اُن کا نعرہ یوں تھا...... اُعْلُ هُبَل ...... ہبل اعلیٰ/اونچا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے بالمقابل یہ کہنا کہ...... لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ ...... ہمارے لیے عزیٰ ہے اور (اے مسلمانو!) تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔

﴿بخاری ج02 ص579﴾

4.4- بلکہ کوئی ان کے بتوں کو بُرا بتائے تو وہ سچے رب تعالیٰ کو (معاذ اللہ) گالی گلوچ کرنے سے بھی دریغ کرنے والے نہ تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے فرمایا:

281- وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ...... O ﴿سورۃ الانعام:108﴾

''اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے''

الغرض:

1- وہ اَوروں کو انداد یعنی اللہ تعالیٰ کے برابر اور اس کا مدمقابل قرار دیتے تھے۔

2- سب سے زیادہ محبت وعقیدت اور تعظیم و توقیر کا حق دار صرف اللہ تعالیٰ ہے مگر وہ اپنے باطل معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر بلکہ بڑھ کر محبت وعقیدت کا حق دار قرار دیتے تھے۔

اور ان عقیدوں اور رویوں کے واضح شرک ہونے میں کیا شک ہے؟

- 5 -

خوف وخشیت

یوں تو یہ بات واضح ہے کہ مشرکین اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تو کبھی اوروں کو خدا قرار دے کر شرک کے مرتکب نہ ہوتے مگر قرآن پاک سے صاف واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے جھوٹے خداؤں کو خدائے واحد اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقت ور سمجھتے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کی ناراضی سے کہیں زیادہ ڈرتے تھے:

ملاحظہ ہوں قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات مبارکہ:

282- وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ O ﴿سورۃ النحل:52﴾

''اور اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی فرماں برداری لازم ہے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرو گے''

283- ...... وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ...... O ﴿سورۃ الزمر:36﴾

''اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اَوروں سے''

284- اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ O ﴿سورۃ ہود:54﴾

''ہم (مشرکین) تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بُری پکڑ پہنچی۔ کہا (حضرت ہود علیہ السلام نے): میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ کے سوا اُس کا شریک ٹھہراتے ہو''

- 6 -

تصرف واختیار اور مدد و استمداد

قرآن وحدیث سے یہ حقیقت خوب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں بعض کو بعض کا معاون ومددگار بنایا ہے اور کسی کا کسی سے تعاون ومدد طلب کرنا اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرضی کے عین مطابق ہے اور اس کا شرک سے دور کا بھی کوئی تعلق و واسطہ نہیں جب کہ مندرجہ ذیل امور کو خوب ذہن نشین رکھا جائے اور ان کی پابندی و پاس داری کی جائے۔

1- جس سے تعاون ومدد طلب کی جائے، اللہ تعالیٰ نے اسے معاون ومددگار ہونے کی اہلیت عطا فرمائی ہے یا نہیں؟ کسی ایسے سے تعاون ومدد طلب کرنا جسے اہلیت ہی عطا نہ ہوئی ہو، اس سے تعاون ومدد کا امیدوار وطلب گار ہونا محض باطل اور بے کار ہے۔

2- اللہ تعالیٰ علم واختیار، مدد واعانت کی اہلیت وصلاحیت، صفت ونعمت، عطاء وبخشش کا مستقل وذاتی اور کامل واکمل مالک ہے۔ مخلوق میں جو اہلیت وصلاحیت پائی جاتی ہے، وہ مخلوق کی مستقل وذاتی نہیں بلکہ حادث (مخلوق) ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ۔ نیز مخلوق اللہ تعالیٰ کی مدد کا ایک ظاہری ذریعہ ووسیلہ ہے اور اس سے مدد طلب کرنا دراصل اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرنا ہے۔ اگر کسی مخلوق کی صفت وصلاحیت کو اللہ تعالیٰ کی صفت وصلاحیت جیسا یعنی مستقل وذاتی اور لامحدود سمجھا جائے تو اس سے الوہیت اور برابری کا اعتقاد لازم آنے کے باعث یہ بلاشک وشبہ شرک ہوگا۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ مشرکین مدد وتعاون کے حوالے سے کیا عقیدہ وروش اختیار

کرتے تھے اور کس امید پر بتوں کو اپنا خدا قرار دیتے اور ان کی عبادت کرتے تھے؟

285- وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ ﴿سورۃ یٰسٓ:74﴾

''اور انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے کہ شاید ان کی مدد ہو''

286- فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ ﴿سورۃ الاحقاف:28﴾

''تو کیوں مدد نہ کی ان کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کے لیے خدا ٹھہرا رکھا تھا بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے اور یہ ان کا بہتان وافترا ہے''

287- وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ○ ﴿سورۃ مریم:81﴾

''اور اللہ کے سوا اور خدا بنا لیے کہ وہ انہیں زور دیں''

288- اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِىْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ ﴿سورۃ ہود:54﴾

''ہم (مشرکین) تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بری پکڑ پہنچی۔ کہا (حضرت ہود علیہ السلام نے): میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو''

289- ...... وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ ...... ○ ﴿سورۃ الزمر:36﴾

''اور تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے''

مندرجہ بالا آیات کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ:

1- مشرکین اپنے بتوں کو الٰہ مانتے اور ان کی عبادت کرتے تھے جسے شرک فی العبادت کہتے ہیں۔

2- انہیں اپنا مددگار سمجھتے تھے جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مدد کی اہلیت ہی عطا نہیں فرمائی۔

3- ان کے نزدیک ایک اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا واحد الٰہ (معبود/ خدا) ماننے والے لوگ بتوں کے غضب اور مار کا نشانہ بنتے ہیں۔ اسی لیے تو وہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بتوں کے غضب وغصہ سے ڈراتے تھے اور یہ بھی کہ جو بتوں کو اپنا خدا نہ مانے، اسے اللہ تعالیٰ بھی بتوں کے غضب وغصہ اوران کی مار سے نہیں بچا سکتا۔ گویا وہ اپنے بتوں کا تصرّف واختیار اللہ تعالیٰ سے زیادہ سمجھتے تھے۔

نوٹ: رہا اہل ایمان کا ایک دوسرے کو الٰہ سمجھے بغیر باہم مدد وتعاون کرنا اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے اپنا مددگار سمجھنا تو اگرچہ اس کا قدرے تفصیلی بیان آپ سابقہ صفحات میں بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں تاہم یہاں اس کے حوالے سے عام ذہنوں میں اُبھرنے یا ڈالے جانے والے دو اہم شبہات اور اُن کے ازالے پر مبنی ایک تفصیلی وضاحت پیشِ خدمت ہے۔

تحت الاسباب اور فوق الاسباب کا مغالطہ اور اس کی وضاحت

مغالطہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ مخلوق کے ایک دوسرے سے عام ضرورت کی اشیاء ..... نمک، مرچ، مصالحہ وغیرہ، بیماری تکلیف میں ڈاکٹر حکیم سے دوا دارو، قانونی امور و معاملات میں وکیل ومنشی سے اور مالی ضروریات ومشکلات میں دوست احباب سے مدد و معاونت ..... ماتحت الاسباب مدد ہے اور یہ جائز ہے۔

جب کہ مندرجہ بالا اُمور وحالات اور مسائل ومشکلات کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں حتّٰی کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنا ..... اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ ﴿سورۃ الفاتحہ: 04﴾ کی خلاف ورزی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس کی زندگی میں یا بعد وفات دور سے دیکھنے، سُننے اور مدد کرنے کی نہ کوئی اہلیت وصلاحیت عطا فرمائی ہے اور نہ کوئی اذن واختیار۔

وہ لوگ محبوبانِ الٰہی سے طلب کی جانے والی مدد کو مافوق الاسباب / ماوراء الاسباب قرار دیتے ہوئے مشرکین کے بتوں سے مدد طلب کرنے کی مثل ٹھہراتے اور شرک قرار دیتے ہیں۔

وضاحت: سب سے پہلے تو یہ واضح رہنا چاہیے کہ مذکورہ اُمور میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے طلب کی جانے والی مدد کو مافوق الاسباب مدد قرار دینا ہی وضاحت طلب ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بھی دراصل سبب اور ذریعہ ہی ہوتے ہیں۔ زیادہ

سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر، حکیم، وکیل، منشی اور دوست احباب یہ حلِ مشکلات کا ظاہری و عادی ذریعہ و سبب ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے حلِ مشکلات کا باطنی اور غیر عادی ذریعہ و سبب ہیں۔ بہر حال ان امور و افعال اور حالات و کیفیات میں طلب کی جانے والی مدد کو کوئی نام دینا اصل مسئلہ نہیں بلکہ اصلاً تو یہ دیکھنا مقصود ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام ؒ کو ان امور و حالات اور مسائل و مشکلات کے حل کے حوالے سے کوئی تصرّف و اختیار عطا فرمایا ہے یا نہیں؟ اور اگر عطا فرمایا ہے تو ان سے مدد طلب کرتے وقت کیا عقیدہ اختیار کرنا ضروری ہے؟

چونکہ دوسرے باب میں محبوبانِ الٰہی کے تصرّف و اختیار کے حوالے سے درجنوں قرآنی آیات باحوالہ و باترجمہ پیش کر دی گئی ہیں اس لیے یہاں صرف چند آیاتِ کریمہ کے بیان پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

محبوبانِ الٰہی کے ایسے تصرّف و اختیار کی ایک قرآنی جھلک:

290- قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○

﴿سورۃ النمل:38﴾

''(سلیمان ؑ نے) فرمایا: اے درباریو! تم میں سے کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے اس سے پہلے کہ میرے حضور فرماں بردار ہو کر حاضر ہوں''

291- قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ○ ﴿سورۃ النمل:39﴾

''ایک قوی ہیکل جن بولا کہ میں وہ تخت آپ کے حضور حاضر کر دوں گا اس سے پہلے کہ آپ اپنی جگہ سے اُٹھیں اور بے شک میں اس پر قوت والا امانت دار ہوں''

292- قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ

طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ...... ○

﴿سورۃ النمل:40﴾

''اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اُسے آپ کے حضور حاضر کر دوں گا آپ کے پلک جھپکانے سے پہلے تو جب سلیمان (ؑ) نے تخت اپنے پاس رکھا دیکھا تو فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے''

آیئے ان آیات مبارکہ کے حوالے سے چند نکات ملاحظہ کیجیے:

1- کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے متعدد ظاہری اسباب و ذرائع کی ضرورت پڑتی ہے۔ آنے جانے، ایک وسیع و عریض تخت کو اٹھانے، لادنے اور دوسری جگہ پہنچانے کے لیے بڑی گاڑی یا جہاز اور کئی افراد کی مدد درکار ہوتی ہے۔

آپ یہ آیات پوری توجہ اور انہماک سے پڑھ لیجیے اور کسی بڑے سے بڑے زیرک، نکتہ رس اور دور بین شخص کو اپنے غور و فکر کے عمل میں شریک کر کے بتایئے:

کیا حضرت سلیمان ؑ نے ایک بہت بڑا تخت بہت جلد حاضرِ بارگاہ کرنے کے لیے کوئی ظاہری سبب اور ذریعہ فراہم کیا؟

2- حضرت سلیمان ؑ کے کسی درباری نے آپ کو یاد نہیں دلایا کہ کسی مخلوق کو اتنا دور دراز دیکھ لینے، عام سفری ذرائع کے بغیر آنے جانے اور کسی اور شخص کی مدد کے بغیر خود ہی اتنا بڑا تخت اُٹھا لانے کا اذن اور طاقت و اختیار اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمایا مگر اصل بات یہی ہے کہ وہاں محبوبانِ الٰہی پر نکتہ چینی کرنے والا کوئی بدنصیب ہوتا تو کرتا۔

3- حضرت سلیمان ؑ کے صحابی (جن کا نام حضرت آصف بن برخیا ؓ بتایا جاتا ہے) نے یہ فوق الاسباب کام پلک جھپکنے سے پہلے کر لینے کا ارادہ و دعویٰ کیا تو کیا اعتراض کرنے والوں کے مطابق انہوں نے خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کر دیا؟

4- بعض لوگوں سے کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ نبی کا معجزہ یا ولی کی کرامت ہے اور اس سے ان کا تصرّف و اختیار ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ معجزہ یا کرامت کے صدور و ظہور میں ان کے ارادے کا کوئی دخل و اختیار نہیں ہوتا۔

آپ آیت نمبر 40 پڑھ کر بتائیے کہ بات محض ارادہ و دعویٰ تک محدود رہ کر آئی گئی ہو گئی یا حضرت آصف بن برخیا ؓ نے وہ کام کر دکھایا؟

5- ...... ھٰذا من فضل ربی ...... کے اظہار تشکر پر مبنی الفاظ سے حضرت سلیمان ؑ نے یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو اس قسم کے کام انجام دینے کا وسیع تصرّف و اختیار عطا فرماتا ہے۔

6- حضرت آصف بن برخیا ؓ کے ارادہ و دعویٰ اور اس کام کی کامیاب انجام دہی سے یہ بھی واضح ہوا کہ ان کو اپنی طاقت کے ظہور و صدور میں کیسا اختیار حاصل تھا۔

7- جب حضرت سلیمان ؑ کے ایک صحابی کے طاقت و اختیار کا یہ عالم ہے تو خود حضرت سلیمان ؑ کے طاقت و اختیار کا کیا عالم ہو گا؟ اس لیے کہ ولی کی شان و عظمت اس کے نبی کی شان و عظمت کا ظل اور پرتو ہی ہوتی ہے۔

8- محبت و حقیقت کی نظر سے دیکھنے والے اس سے اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے محبوب، ہمارے حضور حضرت محمد ﷺ اور آپ کے عظیم الشان صحابہ و اولیاء کرام ؓ کے علم و مشاہدہ کی وسعت اور تصرّف و اختیار کی عظمت کا اندازہ کریں۔

☆ مشکل کشائی/ حاجت روائی اور مدد و استمداد کی قرآنی جھلک

293- وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ ﴿سورۃ ال عمران :49﴾

"اور (مسیح ابن مریم) رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف (یہ فرماتا ہوا کہ) میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو"

آیت بالا میں حضرت عیسیٰ ؑ کے الفاظ...... اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ...... اور میں شفا دیتا ہوں پیدائشی اندھے اور سفید داغ والے کو...... میں غور کیجیے اور دیکھیے کہ:

1- ان الفاظ میں جن لوگوں کا ذکر و بیان ہے، وہ حضرت عیسیٰ ؑ کے پاس ضرورت کی عام چیزیں نمک، مرچ، مصالحہ وغیرہ لینے یا دینی مسائل پوچھنے نہیں بلکہ آنکھوں کا نور اور کوڑھ سے شفا حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔

2- قرآن پاک میں متعدد مقامات پر بیان ہونے والا حضرت عیسیٰ ؑ کا صفاتی نام ...... مسیح ...... یہ واضح کر دینے کے لیے کافی ہے کہ آپ ان بیماروں کو کوئی دوا دارو نہیں دیتے تھے بلکہ ان پر اپنا ہاتھ پھیر کر شفایاب کر دیتے تھے۔

3- اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ ؑ کو شفا دینے والا فرمایا گیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں غور و فکر کرنے سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوئیں:

1- اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو ان امور و حالات اور مسائل و مشکلات میں مدد و معاونت کرنے کا اذن و اختیار عطا فرمایا ہے جیسا کہ ...باذن اللہ (آیت بالا) اور ...باذنی

﴿سورۃ المائدہ:110﴾ سے واضح ہے۔

2- اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے تصرّف واختیار کو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ، مجازی اور اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء کا پابند اور محتاج سمجھنا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی مدد واعانت کا سبب، ذریعہ اور وسیلہ سمجھتے ہوئے ان سے مدد طلب کرنا شرک نہیں۔

3- افعال (کاموں) اور نتائج کو اسباب کی طرف منسوب کرنا کہ فلاں کام فلاں نے کیا ہے، بالکل درست ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پیدائشی اندھوں کو آنکھیں اور کوڑھ والوں کو شفا دیتا ہوں۔ کاموں کو اسباب کی طرف منسوب کرنے کی یہ واحد مثال نہیں بلکہ قرآن مجید ہی میں اس کی متعدد مثالیں ہیں۔

4- آپ علیہ السلام کو شفا بخشی کا یہ اذن واختیار وقتی وعارضی نہیں بلکہ دائماً ومستمراً حاصل تھا جیسا کہ صفت مشبہ اور مضارع کے بارے میں جاننے والا ہر شخص با آسانی سمجھ سکتا ہے۔

قارئین محترم! یہ تو تھا قرآن پاک کی روشنی میں اُس اہلیت وصلاحیت اور تصرّف و اختیار کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو ایسے کام انجام دینے کے لیے عطا فرمایا ہے۔

جہاں تک تعلق ہے ان احادیث مبارکہ کا جن میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں خصوصاً ہمارے حضور ﷺ کی شفا بخشی، مشکل کشائی اور حاجت روائی کے واقعات بیان ہوئے ہیں تو تمام یا اکثر کتب احادیث سے تلاش کر کے تمام واقعات بیان کرنا تو یقیناً ہماری ہمت و استعداد سے باہر ہے۔ تاہم سعادت حاصل کرنے کے لیے محض نمونے کے طور پر چند احادیث مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔

پڑھیے اپنے پیارے رؤف ورحیم آقا حضور مصطفےٰ ﷺ کی شان وعظمت اور ملاحظہ کیجیے،

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ:

☆ 01- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور حضور پُر نور ﷺ کے سامنے ایک چھاگل رکھی ہوئی تھی جس سے آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ پھر لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس وضو کیلئے پانی نہیں ہے۔ بس یہی تھوڑا سا پانی ہے جو آپ (ﷺ) کے حضور رکھا ہوا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک چھاگل میں ڈالا تو پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے ایسے اُبل پڑا جیسے چشمے...... پس ہم نے پیا اور وضو کیا۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ (راوی) نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ اس وقت کتنے تھے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا...... لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً...... اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو بھی پانی سب کے لیے کافی ہوتا لیکن ہم پندرہ سو تھے۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامۃ نبوۃ ج01 ص505۔ مسلم کتاب الامارۃ باب بیان بیعت الرضوان ج02 ص129﴾

☆ 02- مسلم شریف میں خیبر سے واپسی کے موقع پر پیش آنے والا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے جس میں ہے کہ فقط ایک برتن میں تھوڑا سا پانی تھا اور پینے والوں کی کثیر تعداد تھی۔ حضور ﷺ پانی انڈیلتے رہے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ پلاتے رہے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے

﴿مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ ج01 ص239﴾

☆ 03- واقعہ حدیبیہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان روایت کرتے ہیں کہ (دوران سفر) آپ ﷺ کی اونٹنی قصویٰ حدیبیہ کے بالکل قریب ایک ایسے گڑھے کے کنارے بیٹھ گئی جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیاس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر انہیں دیتے

ہوئے فرمایا کہ اسے گڑھے میں ڈال دو۔ پس اللہ تعالیٰ کی قسم! فوراً پانی ابلنے لگا اور تمام لوگ سیراب ہو گئے۔ ﴿بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ ج 1 ص 375﴾

تبصرہ:

(1) آپ نے پڑھا ہے کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے پانی اُبلنے لگا۔ گو حضور ﷺ کے ہاتھ سے پانی کا بہہ نکلنا انبیاء کرام علیہم السلام کی تاریخ میں پہلا معجزہ نہ تھا۔ اس سے پہلے حضرت اسماعیل ؑ کی مبارک ایڑیوں کی رگڑ سے زمین کا سینہ شق ہو کر پانی کا چشمہ آپ ﷺ کے دہنِ اقدس کی لذت حاصل کرنے کے لیے اُبل پڑا تھا اور حضرت موسیٰ ؑ کے پتھر پر عصا مارنے سے بھی پانی کے چشمے پھوٹ پڑے تھے مگر ہمارے آقا و مولا حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا ان دونوں معجزات سے کہیں زیادہ ارفع و اعلیٰ اور حیران کن ہے کہ اُن واقعات میں پانی وہاں سے نکلا تھا جو پانی کا مقام و محل تھا جب کہ ان واقعات میں پانی وہاں سے پھوٹا جو پانی کا مقام و محل نہیں ہوتا۔

(2) صحابہ کرام ؓ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تھی وہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مشکلات کے حل کی درخواست کرنا صحابہ کرام ؓ کی سنت ہے۔

(3) حضور ﷺ کے پانی کے برتن میں اپنا ہاتھ مبارک رکھنے اور کنوئیں میں ڈالنے کے لیے تیر عطا کرنے سے خوب واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے تصرّف و اختیار، اپنے دست و وجود کی برکت و کرامت اور اپنی نفع بخشی سے خوب آگاہ تھے اور آپ ﷺ کو اپنے معجزات کے بارے میں ان کے صدور و ظہور سے پہلے علم تھا اسی لیے تو آپ ﷺ نے ان مواقع پر بلا تامل و تردّد پورے اعتماد کے ساتھ اپنے تصرّف و اختیار اور نفع بخشی کا اظہار فرمایا۔

(4) کاموں کو تحت الاسباب اور فوق الاسباب میں تقسیم کرنے والے کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ ان احادیث مبارکہ میں حضور ﷺ کے ہاتھوں انجام پانے والے یہ کام کس قسم کے تھے، تحت الاسباب......یا......فوق الاسباب؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب بندوں کے دامنِ برکت سے وابستہ رکھے، آمین۔

☆ 04- حضرت ابیض بن حمال مآربی ؓ فرماتے ہیں کہ میرے چہرے پر داد کی بیماری تھی جس نے ناک کو گھیر رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے بلایا اور میرے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو شام تک اس بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

﴿دلائل النبوۃ ابو نعیم ج 2 ص 615۔ طبقات ابن سعد ج 5 ص 524۔ اصابہ ج 1 ص 17۔ خصائص کبریٰ ج 2 ص 289۔ مجمع الزوائد ج 09 ص 411 بحوالہ طبرانی وقال رجالہ ثقاۃ۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص 428﴾

☆ 05- حضرت براء ؓ سے مروی حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عبداللہ عتیک ؓ فرماتے ہیں کہ ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے بعد واپسی پر میں گر گیا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی جسے میں نے پگڑی سے باندھا اور صبح ہونے پر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر رات کا ابو رافع یہودی کے قتل کا سارا واقعہ عرض کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ٹانگ پھیلاؤ۔ میں نے ٹانگ پھیلا دی۔ آپ ﷺ نے میری ٹانگ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ آپ ﷺ کا دستِ شفا پھرتے ہی میری ٹانگ ایک دم ایسے ٹھیک ہو گئی جیسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ ﴿بخاری ج 02 ص 577۔ مشکوٰۃ ص 531۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص 425﴾

☆ 06- حضرت عمر بن قتادہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان ؓ کی آنکھ جنگ کے دن زخمی ہو گئی اور آنکھ کا ڈیلا نکل کر اُن کے رخسار پر آ گیا۔ صحابہ کرام ؓ نے اسے کاٹنا چاہا تو کچھ لوگوں نے کہا: نہیں، پہلے ہم حضور ﷺ سے مشورہ کر لیں۔ حضور ﷺ سے مشورہ

کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مت کاٹو۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ہتھیلی پر ڈیلا رکھ کر اسے دبایا اور اندر کر دیا۔ چنانچہ وہ آنکھ ایسی ٹھیک ہوئی کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ کون سی آنکھ ضائع ہوئی تھی ﴿اصابہ ج 3 ص 225۔ مجمع الزوائد ج 8 ص 279 بحوالہ طبرانی﴾

☆ 07- ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ آنکھ دونوں آنکھوں میں سے زیادہ خوب صورت اور زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

﴿سیرۃ ابن اسحاق ج 2 ص 82۔ اصابہ ج 3 ص 217۔ دلائل النبوۃ بیہقی ج 2 ص 65۔ مجمع الزوائد ج 8 ص 298۔ دلائل النبوۃ ابو نعیم ج 2 ص 484﴾

☆ 08- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّی اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَآءَكَ فَبَسَطْتُهٗ فَغَرَفَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ ضُمَّ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا بَعْدُ......

"یا رسول اللہ (ﷺ) میں آپ سے بہت زیادہ باتیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ میں نے چادر پھیلا دی۔ حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بنایا اور اسے چادر میں ڈال دیا اور فرمایا: اسے لپیٹ لو۔ میں نے لپیٹ لی۔ اس کے بعد میں کوئی بات نہیں بھولا"

﴿بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم ج 01 ص 22۔ کتاب الحرث والمزارعۃ۔ باب ماجاء فی الغرس ج 01 ص 316۔ کتاب الاعتصام﴾

☆ 09- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے قرآن پاک بھول جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے

میرے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا: اے شیطان، عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد مجھے کوئی چیز بھی نہ بھولی۔

﴿دلائل النبوۃ ابو نعیم ج 02 ص 466۔ مجمع الزوائد ج 09 ص 03۔ خصائص کبریٰ ج 02 ص 15۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص 426﴾

☆ 10- حضرت بشر بن معاویہ بکائی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو حضور پر نور ﷺ نے خوش ہو کر جوش محبت میں اُن کے لیے دعا فرمائی اور اُن کے چہرے اور سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا تو اُن کو دو کرامتیں حاصل ہوئیں، ایک تو یہ کہ ہمیشہ کے لیے اُن کا چہرہ روشن ہو گیا اور دوسری یہ کہ وہ جس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ فوراً تندرست ہو جاتا تھا۔

﴿کنز العمال ج 15 ص 726 مطبوعہ حیدر آباد﴾

☆ 11- حضرت ذیال راوی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس وہ آدمی لایا جاتا جس کے چہرے پر ورم ہوتا یا وہ بکری لائی جاتی جس کا تھن سوجا ہوتا تھا تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے: اللہ تعالیٰ کے نام سے اور حضور ﷺ نے میرے سر پر جہاں ہاتھ پھیرا اُس جگہ کی برکت سے..... پھر اس ورم پر ہاتھ پھیرتے تو ورم اسی وقت ختم ہو جاتا۔

﴿مجمع الزوائد ج 09 ص 408 بحوالہ طبرانی اوسط والکبیر..... نیز اسے امام احمد نے بھی ثقہ رجال کے ساتھ روایت کیا﴾

☆ 12- انہی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس جس قسم کا بھی کوئی بیمار انسان یا جانور لایا جاتا، یہ اپنا سر اُس مریض کے بدن پر لگا دیتے تو فی الفور شفا حاصل ہو جاتی تھی۔

﴿کنز العمال ج 15 ص 327﴾

آخرت کے اُمور و حالات اور محبوبانِ الٰہی کا تصرّف و اختیار:

یہ بھی واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا تصرّف و اختیار دنیوی امور و احوال اور مصائب و مشکلات کے حل تک محدود نہیں بلکہ وہ آخرت کے امور و حالات اور مصائب و مشکلات میں بھی مدد فرمانے والے ہیں جیسا کہ خود حضور ﷺ نے فرمایا:

☆ 13- اَلْمَفَاتِيحُ وَالْكَرَامَةُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي

﴿ترمذی ۔ دارمی ج 01 ص 30، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص 514، مرقاۃ ج 10 ص 446، شرح السنّۃ ج 13 ص 203﴾

''اس دن (کامیابی اور جنت سمیت ہر بھلائی کی) کنجیاں اور عزت و بزرگی میرے ہاتھ میں ہوگی''

اسی لیے تو صحابہ کرام ؓ اُخروی امور و حالات اور منازل و مقامات کے حوالے سے بھی حضور ﷺ کی نظرِ کرم کے طلب گار رہتے تھے۔

اگرچہ ذخیرۂ احادیث میں حضور ﷺ کے تصرّف و اختیار کی مثالیں بکثرت موجود ہیں تاہم اختصاراً چند احادیثِ مبارکہ کا خلاصہ پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ حوضِ کوثر/نہرِ کوثر کے مالک ہیں:

☆ 14- جب حضور نبی کریم ﷺ جنت کی سیر کرتے ہوئے ایک نہر پر پہنچے تو حضرت جبریل ؑ نے عرض کیا: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ

﴿بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض ج 02 ص 974﴾

''یہ وہ کوثر ہے جو آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے''

☆ 15- حضرت عثمان ؓ مالکِ جنت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض گزار

ہوئے: أَتَجْعَلُ لِي مِثْلَ الَّذِي جَعَلْتَ لَهُ عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَيْتُهَا

''یارسول اللہ (ﷺ)! آپ (ﷺ) جس طرح اس (فلاں شخص) کو جنت کا چشمہ عطا فرماتے تھے، اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو کیا آپ (ﷺ) مجھے بھی جنت کا چشمہ عطا فرمائیں گے؟''

قَالَ نَعَمْ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا: میں نے بئیر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔ ﴿طبرانی معجم کبیر۔ ابن عساکر ج 41 ص 49﴾

☆ 16- اور حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں:

اِشْتَرَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجَنَّةَ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ رُوْمَةَ وَيَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ

﴿تاریخ ابن عساکر ذکر مقتل عثمان بن عفان ج 41 ص 49 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔ مستدرک حاکم کتاب معرفۃ الصحابہ﴾

''حضرت عثمان ؓ نے دو بار حضور ﷺ سے جنت خریدی، بئیر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگی کے دن''

☆ 17- آپ ﷺ نے اپنے خدمت گار کو کیا مانگنے کے لیے فرمایا اور اس نے آپ ﷺ سے کیا مانگا؟

خاص خدمت گارِ رسول حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی ؓ فرماتے ہیں:

فَقَالَ لِي سَلْ ..... تو حضور ﷺ نے فرمایا: مجھ سے مانگ لے۔ (طبرانی میں ہے۔ يَا رَبِيعَةُ سَلْنِي فَأُعْطِيَكَ ..... اے ربیعہ! مجھ سے مانگ تو میں تجھے عطا فرماؤں)۔

میں نے عرض کیا: میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے جنت کی رفاقت عطا فرما دیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کیا: میں تو یہی مانگتا ہوں۔

آپ ﷺ نے (انکار کرنے کے بجائے عبادت کا شوق بڑھانے کے لیے) فرمایا: تو میری مدد کر اپنے نفس پر سجدوں کی کثرت سے۔

﴿مسلم کتاب الصلوۃ باب فضل السجود والحث علیہ ج 01 ص 193﴾

نوٹ: حضور ﷺ کو خالی ہاتھ اور بے اختیار قرار دینے والے بعض لوگ یہاں کہتے ہیں کہ دیکھو حضور ﷺ نے اس حدیث پاک کے آخری الفاظ کے ذریعے گویا سجدوں کی کثرت ہی کو جنت کی رفاقت کا باعث قرار دیا ہے۔

تو قارئین محترم! پہلی بات تو یہ ہے کہ حدیث مبارکہ کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے سجدوں کی کثرت کو جنت میں رفاقت کا سبب قرار دیا ہے اور جہاں تک آخری جملے کا تعلق ہے تو یہ واضح رہے کہ آپ ﷺ نے ایسا صرف اس لیے فرمایا کہ اچھے عمل کی اہمیت اُجاگر رہے اور فقط جنت کی رفاقت کے وعدے پر ہی انحصار نہ کر لیا جائے ورنہ احادیث مبارکہ کو سامنے رکھتے ہُوئے بتائیے، کیا آپ کسی کے اچھے اعمال کو دیکھتے ہُوئے حضور ﷺ کی طرح اُسے جنت کی ضمانت دے سکتے ہیں؟ علاوہ ازیں، کیا کسی چیز کو خاص اور متعین کیے بغیر مطلقاً مانگنے کی پیش کش کرنے سے آپ ﷺ کے تصرف و اختیار کی وسعت کے بارے میں کوئی شک رہ جاتا ہے اور پھر حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کس چیز کا سوال کیا ہے؟ اگر وہ آپ ﷺ کے لیے جنت کی ملکیت و اختیار کا عقیدہ رکھنے والے نہ ہوتے تو جنت کی رفاقت کا سوال کیوں کرتے؟

محدثین کرام نے بھی اس حدیث مبارکہ کا یہی مطلب بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو مانگنے کی مطلق پیش کش کرنے سے یہی ثابت و واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ عام قدرت اور تصرّف و اختیار عطا فرمایا ہے کہ آپ ﷺ جسے جو چاہیں، عطا فرما دیں۔

﴿دیکھیے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج 2 ص 323۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج 1 ص 396۔ مسک الختام نواب صدیق حسن بھوپالی ج 1 ص 276﴾

یہ اختیار تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہے:

☆ **18-** مستدرک حاکم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا کے بارے میں بتایا کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنت میں آپ علیہ السلام کی رفاقت کا سوال کیا تھا تو آپ علیہ السلام نے اس سے جنت میں رفاقت عطا کرنے کا بھی وعدہ فرمالیا۔

﴿مستدرک حاکم کتاب التاریخ ذکر یوسف بن یعقوب ج 3 ص 174 مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ طبرانی معجم اوسط۔ خرائطی مکارم الاخلاق﴾

نوٹ: امام ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی توثیق کی ہے ﴿تلخیص مستدرک ج 3 ص 174﴾

☆ **19- جنت میں بے حساب داخلہ بھی حضور ﷺ کے اختیار میں ہے:**

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمّت میں سے چار لاکھ افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: زِدْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ.......... یارسول اللہ (ﷺ)! ہم پر اضافہ فرمائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وَهٰكَذَا فَحَثَا بِكَفَّيْهِ وَجَمَعَهُمَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ زِدْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَهٰكَذَا ...... اپنے دونوں ہاتھ مبارک جمع کر کے (جیسا کہ عطا کرتے وقت دونوں ہاتھوں سے کوئی چیز دی جاتی ہے) فرمایا: چار لاکھ پر اتنے اور زیادہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اور اضافہ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اتنے اور زیادہ......

﴿مشکوۃ باب الشفاعۃ ص 494 بحوالہ شرح السنۃ، مجمع الزوائد کتاب اہل الجنۃ باب فی کثرۃ ج 10 ص 538 تا 540 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت﴾

نوٹ: مجمع الزوائد میں مذکورہ باب میں مسند احمد، طبرانی اوسط، مسند ابویعلی وغیرہ کے حوالے سے مزید متعدد احادیث مبارکہ نقل کی گئی ہیں اور یہ بھی کہ ان میں کئی احادیث مبارکہ کی اسناد حسن اور ان کے رجال کو صحیح کے رجال لکھا ہے۔

دو اہم سوالات:

اب جب کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا وسیع تصرّف واختیار اور اُن کو اپنا مددگار سمجھنے کا جواز روز روشن سے بھی زیادہ اُجلا ہو کر ثابت وواضح ہو چکا ہے، اس مرحلہ پر مناسب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے اس تصرّف واختیار کا انکار کرنے والوں اور ان سے مدد طلب کرنے کو شرک قرار دینے والوں سے مندرجہ ذیل نہایت اہم سوالات کا جواب طلب کیا جائے۔

1- کیا آپ قرآن پاک کی کوئی ایسی آیت یا آیات مبارکہ اور احادیث صحیحہ پیش کر سکتے ہیں جن میں واضح طور پر امور کو مافوق الاسباب / ماوراء الاسباب......اور......تحت الاسباب دو قسموں میں تقسیم کر کے مخلوق سے ایسی مدد مانگنے سے منع کیا گیا ہو؟

2- چونکہ آپ حقیقت ومجاز کے فرق کو نظر انداز کر کے کاموں کو ان دو قسموں میں تقسیم کرنے پر بضد ہیں اس لیے ہم یہ سوال کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ آپ جن امور کو تحت الاسباب قرار دیتے اور ان امور میں مخلوق سے مدد طلب کرنا جائز قرار دیتے ہیں، اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو قدیم ومستقل اور حقیقی مددگار سمجھتے ہوئے ان امور میں اس سے مدد طلب کرے تو شرک ہوگا یا نہیں؟

اگر آپ شرک قرار دیں گے تو کاموں کو ان دو اقسام میں تقسیم کرنے کی کیا وقعت رہی اور

پھر یہ بھی ثابت وواضح ہوا کہ توحید وشرک کی بنیاد اس تقسیم پر نہیں بلکہ قدیم ومستقل، ذاتی وحقیقی......اور......مخلوق وحادث اور عطائی ومجازی پر ہے۔

کاش آپ اِيَّاكَ نَعْبُدُ......اور......اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④ ﴿سورۃ الفاتحہ﴾ کے ایک ساتھ بیان ہونے کی واضح حکمت کو اہمیت دیتے اور یہ سمجھنے کی پرخلوص کوشش کرتے کہ یہاں اِيَّاكَ کے ذریعے اس استعانت (مدد طلب کرنے) کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کو الٰہ/معبود سمجھنے پر ہے یعنی جس طرح عبادت کا حقدار صرف تجھے ہی مانتے ہیں اس طرح الٰہ سمجھتے ہوئے مدد بھی صرف تجھ ہی سے طلب کرتے ہیں۔

حاصلِ کلام:

1- اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو دنیا وآخرت کے امور میں وسیع تصرّف واختیار عطا فرمایا ہے۔

2- دنیا وآخرت کے امور وحالات، مصائب ومشکلات میں اُن سے مدد طلب کرنا بالکل جائز ہے اور اس کا شرک سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

3- توحید وشرک کا انحصار فوق الاسباب/وراء الاسباب اور تحت الاسباب کی تقسیم پر نہیں بلکہ اس پر ہے کہ آپ جس سے مدد طلب کر رہے ہیں، اس کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے؟

اگر آپ مخلوق کو قدیم ومستقل اور ذاتی وحقیقی طور پر مختار ومتصرّف اور مددگار سمجھتے ہیں تو اُلوہیت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابری کا اعتقاد لازم آنے کی وجہ سے شرک ہوگا چاہے آپ اس سے نمک مرچ مصالحہ اور دیگر معمولی اشیاء ہی طلب کریں اور اگر مخلوق کو قدیم ومستقل اور ذاتی وحقیقی مددگار سمجھے بغیر اس سے مدد طلب کریں گے تو اس سے اُلوہیت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابری کا امکان نہ ہونے کی وجہ سے بالکل جائز ہوگا جیسا کہ اس تفصیلی بیان کی آیات اور احادیث مبارکہ سے خوب ثابت وواضح ہے۔

سماعِ موتیٰ کے حوالے سے ایک مغالطہ اور اس کی وضاحت

مغالطہ: انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام ؒ کی دنیوی زندگی میں دنیا و آخرت کے امور و افعال میں اُن کا تصرّف و اختیار ماننے اور اُن سے مدد مانگنے کا جواز واضح ہو جانے کے باوجود تا حال یہ سوال وضاحت کا طلب گار ہے کہ ان کے انتقال و وصال کے بعد اُن کا تصرّف و اختیار ماننا اور اُن سے مدد مانگنا کیسے جائز ہے جب کہ قرآن مجید میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مصطفےٰ کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ تو جب مُردے اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی مصطفےٰ ﷺ کا پکارنا بھی نہیں سن سکتے تو کسی اور کی پکار کیا سُنیں گے اور کیا مدد کریں گے؟

وضاحت: قرآن مجید کی جن آیات کریمہ سے استدلال کر کے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے وصال کے بعد اُن کے سُننے کا انکار کیا گیا ہے، آپ پہلے وہ آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیے اور بعد ازاں ان میں غور و فکر کیجیے، حقیقت حال با آسانی واضح ہو جائے گی۔

294- اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝
﴿سورۃ النمل:80﴾

''بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے مُردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ پھیر کر''

295- وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴿سورۃ النمل:81﴾

''اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں۔ تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو وہ مسلمان ہیں''

296- فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ ﴿سورۃ الروم:52﴾

''اس لیے کہ تم مُردوں کو نہیں سناتے اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پیٹھ پھیر کر پھریں''

297- وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ﴿سورۃ الروم:53﴾

''اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت پر لاؤ۔ تم تو اُسی کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو وہ گردن جھکانے والے ہیں''

298- وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ ﴿سورۃ فاطر:22﴾

''اور برابر نہیں زندے اور مُردے۔ بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں''

299- اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ ﴿سورۃ فاطر:23﴾

''تم تو ڈر سنانے والے ہی ہو''

اس حقیقت کی وضاحت سے پہلے کہ قبروں والے سُنتے ہیں، ان آیات کریمہ کے حوالے سے وضاحت پیشِ خدمت ہے۔

مندرجہ بالا آیات کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ مُردے نہیں سنتے، کئی وجوہ سے بالکل غلط ہے۔ چند وجوہات آپ بھی ملاحظہ فرمائیے:

ان آیات کریمہ میں۔ اَلْمَوْتٰی ﴿سورۃ نمل آیت نمبر 80، سورۃ روم آیت نمبر 52﴾ اور ۔ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ﴿سورۃ فاطر:22﴾ سے قبروں والے مُردے نہیں بلکہ کفار و مشرکین مُراد ہیں جو اگرچہ زندوں کی طرح چلتے پھرتے ہیں مگر حق قبول نہ کرنے کی وجہ سے مُردے ہیں اس لیے کہ:

1- آیت نمبر 81 سورۃ نمل ...... وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ...... کے الفاظ (''اور آپ ہدایت نہیں دے سکتے اندھوں کو ان کی گمراہی سے) یہ واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ اَلْمَوْتٰی سے بھی گمراہ لوگ یعنی کفار مشرکین ہی مُراد ہیں۔

2- آیت نمبر 81 سورۃ نمل اور آیت نمبر 53 سورۃ روم کے الفاظ ملاحظہ کیجیے:

...... اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

﴿سورۃ النمل:81، سورۃ روم:53﴾

''آپ تو انہیں ہی سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے پس وہی گردن جھکائے ہوئے ہیں''

آپ خود سوچیے کہ جب ان الفاظ میں اہل ایمان کو سُننے والے فرمایا گیا ہے تو نہ سُننے والوں سے کفار و مشرکین کے علاوہ اور کون مُراد ہو سکتے ہیں؟ اہل ایمان کے بالمقابل کفار و مشرکین ہوتے ہیں یا مُردے؟

3- قرآن پاک میں حضور نبی کریم ﷺ کی نصیحت قبول کرنے والوں کو زندہ قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو یہ آیت کریمہ:

300-لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ ﴿سورۃ یٰس:70﴾

''تا کہ وہ (قرآن) اس شخص (مومن) کو آگاہ کر دے جو زندہ ہے اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے''

دیکھیے اس آیت میں قرآن کی نصیحت قبول کرنے والے زندہ شخص (مومن) کے مقابل کن لوگوں کا ذکر ہے، کافروں کا یا قبر والے مُردوں کا؟

معلوم ہُوا کہ حقیقت میں زندہ وہی ہوتا ہے جس کا دل حق قبول کرنے والا ہو جیسا کہ شہداء کا موت کے بعد بھی زندہ ہونا قرآن کریم سے بھی ثابت ہے ﴿سورۃ البقرہ:154، سورۃ ال عمران:169﴾ اور احادیث مبارکہ سے بھی۔ اور جو حق سے منہ پھیرے وہ بظاہر زندہ ہوتے ہُوئے بھی حقیقت میں مُردہ ہی ہے۔

4- سورۃ فاطر کی آیات کریمہ 19 تا 21 ملاحظہ ہوں......

301-وَمَا يَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ○ ﴿سورۃ فاطر:19﴾

''اور برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا''

302-وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ○ ﴿سورۃ فاطر:20﴾

''اور نہ اندھیریاں اور روشنی''

303-وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ○ ﴿سورۃ فاطر:21﴾

''اور نہ سایہ اور دھوپ''

اور اب ملاحظہ ہو یہ آیت مبارکہ:

وَمَا يَسْتَوِی الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ○ ﴿سورۃ فاطر:22﴾

''اور برابر نہیں زندے اور مُردے بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سناتے اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں ہیں''

ان آیات مبارکہ سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہاں سُننے کی نفی کافروں سے ہے نہ کہ قبر والے مُردوں سے اس لیے کہ قرآن میں کئی مقامات پر کافروں کو اندھے اور

بہرے اور مومنوں کو دیکھنے والے اور سُننے والے قرار دیا گیا ہے۔

5- ان آیاتِ مبارکہ سے مُردوں کے سُننے کی نفی مُراد لی جائے تو اُن تمام احادیثِ صحیحہ کو رد کرنا پڑے گا (معاذ اللہ) جن سے مُردوں کا سُننا ثابت وواضح ہے۔ اب آپ خود ہی سوچیے کہ قرآن مجید کا کون سا مفہوم ونتیجہ حقیقت پرمبنی ہوگا......

وہ جس سے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ احادیثِ صحیحہ پر بھی ہمارا ایمان واعتماد ثابت وبرقرار رہے...... یا...... وہ جس سے احادیثِ صحیحہ معتمدہ کا انکار کر بیٹھیں؟

رہا یہ **سوال** کہ جب ان آیاتِ کریمہ سے قبر والوں کے سُننے کی نفی ثابت نہیں ہوتی تو پھر کافروں کو مُردے کیوں قرار دیا گیا ہے؟

تو آیئے اس سوال کا جواب اور کافروں اور مُردوں کے درمیان تشبیہ کی وجہ تلاش کرتے ہیں نیز یہ کہ ان آیاتِ مبارکہ کا صحیح مفہوم ومطلب کیا ہے؟

1- ان آیاتِ مبارکہ میں کافروں اور مُردوں دونوں کے مطلقاً سُننے کی نفی نہیں بلکہ ایسا سُننے کی نفی مُراد ہے جو سُننے والے کے لیے نفع بخش اور مفید ہو۔ صاف ظاہر ہے کہ اکثر کفار بہرے نہیں بلکہ سُننے والے تھے مگر یہ سُننا ان کے لیے تب مفید اور کارآمد ہوتا جب وہ حق سُنتے اور قبول کرتے۔ چونکہ انہوں نے نہ تو حق کو حق سمجھا اور نہ ہی قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اُن کے سُننے کے باوجود بہرے قرار دیا۔

سورۃ لقمان کی آیت نمبر 07 کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمایئے:

304- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ ﴿سورۃ لقمٰن: 07﴾

''اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے جیسے ان کو سنا ہی نہیں جیسے اُس کے کانوں میں ڈاٹ ہے تو اُسے دردناک عذاب کی خبر دو''

روز مرہ زندگی میں بھی آپ مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب ایک بیٹا اپنے والدین کا کہا نہیں مانتا تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا تو ہماری بات ہی نہیں سُنتا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ اسے سُنائی نہیں دیتا بلکہ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ مانتا نہیں۔

یہی حال مُردوں کا ہے کہ انہیں حق قبول کرنے یا نہ کرنے، سیدھی راہ اختیار کرنے یا نہ کرنے، نیک اعمال کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے کوئی نصیحت کی جائے تو وہ اس نصیحت سے فائدہ اُٹھانے سے قاصر ہیں (اس لیے کہ اب اس کا وقت گزر چکا)۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ملاحظہ ہو:

اَیْ هُمْ بِمَنْزِلَةِ اَهْلِ الْقُبُوْرِ اَنَّهُمْ لَا يَنْتَفِعُوْنَ بِمَا يَسْمَعُوْنَهٗ وَلَا يَقْبَلُوْنَهٗ

﴿تفسیر قرطبی ج 14 ص 340﴾

''یعنی وہ (کافر) اہلِ قبور کی طرح ہیں کہ وہ سُنی ہوئی بات سے نفع نہیں اُٹھاتے اور نہ اُسے قبول کرتے ہیں''

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اَیْ لَا تُسْمِعُهُمْ شَيْئًا يَنْفَعُهُمْ

﴿تفسیر ابن کثیر ج 3 ص 384﴾

''یعنی تو انہیں کوئی ایسی چیز نہیں سُنا سکتا جو ان کو نفع دے''

2- جب یہ واضح ہے کہ ان آیاتِ مبارکہ میں اہلِ قبور کے سُننے کی نفی نہیں تو رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ سے کیوں فرمایا گیا کہ آپ انہیں سُنانے والے نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کافروں کو ایسا سنانا کہ وہ سن کر لازمی طور پر ایمان قبول کرلیں، یہ صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے گویا اُن کے مطلقاً سُننے کی نفی نہیں بلکہ اُن کے دلوں میں ایمان پیدا کردینے والے سنانے کی نفی ہے۔

ملاحظہ ہوں سورۃ فاطر کی آیت نمبر 22 کے الفاظ:

...... إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ ۚ...... O ﴿سورۃ فاطر:22﴾

''بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے''

ان الفاظ میں غور کر کے آپ یہ وضاحت بخوبی اور با آسانی سمجھ سکتے ہیں۔

3- اگر کوئی ان آیات مبارکہ سے قبروں والے مُردوں کا مطلقاً نہ سُننا ہی مُراد لینے پر اصرار کرے تو بھی ان آیات میں حضور ﷺ سے یہی تو فرمایا گیا ہے کہ آپ کے سُنانے سے مُردے نہیں سُنتے ہاں اللہ چاہے تو وہ قبر والوں کو مخاطب کرنا اور پکارنا سُنا سکتا ہے۔ اس سے ہمارے عقیدہ کی کہاں نفی ہوئی۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ کوئی زندہ ہو یا مُردہ، ہر ایک اللہ تعالیٰ ہی کے سنانے سے سُنتا ہے۔

الغرض اس آیت میں **سماعِ موتیٰ** یعنی مُردوں کے سُننے کی نہیں بلکہ **اسماع** یعنی (اپنی ذاتی صلاحیت سے) سُنانے کی نفی ہے۔

الحمد اللہ! بخوبی و با آسانی واضح ہوا کہ ان آیات کریمہ کو اہلِ قبور کے سُننے کی نفی کی دلیل بنانا درست نہیں۔

سماعِ موتیٰ / مُردوں کے سُننے کا واضح ثبوت:

احادیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ مرنے والوں کے سُننے کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟

☆ 01- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بدر میں قتل ہونے والوں (کفار و مشرکین) کو تین دن تک پڑے رہنے دیا۔ پھر آپ ﷺ اُن کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور اُنھیں پکار کر فرمایا: اے ابو جہل بن ہشام! اے اُمیہ بن خلف! اے عتبہ

بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اپنے رب کا کیا ہوا وعدہ سچ پالیا؟ بے شک میرے رب نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا: میں نے وہ سچا پایا ہے۔

حضرت عمر ؓ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد سُن کر عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) كَيْفَ يَسْمَعُوْا وَاَنّٰى يُجِيْبُوْا وَقَدْ جَيَّفُوْا

'' یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیسے سُنیں گے اور کیسے جواب دیں گے حالاں کہ یہ مُردہ اجسام ہیں؟''

حضور ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ اَنْ يُّجِيْبُوْا

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ سُننے والے نہیں ہو لیکن یہ جواب دینے پر قادر نہیں ہیں''

پھر آپ کے حکم سے ان کی لاشوں کو گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا۔

﴿صحیح مُسلم کتاب الجنۃ باب عرض مقعد المیت﴾

☆ 02- یہ حدیث پاک حضرت ابو طلحہ ؓ سے بھی مروی ہے

﴿بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل ج 2 ص 566، مسلم ج 2 ص 387﴾

ایک شبہ و مغالطہ:

اس واقعہ کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

☆ 03- اِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْاٰنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى

﴿بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر ۔ مسلم کتاب الجنائز﴾

نبی پاک ﷺ نے بدر کے کافروں کے بارے میں صرف یہ فرمایا تھا کہ بلاشبہ یہ کافر اب جانتے ہیں کہ میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق ہے۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے یہ جملہ بھی فرمایا کہ) سورۃ روم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے پیغمبر! تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ:

1- حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کفار تم سے زیادہ سُنتے ہیں بلکہ فرمایا تھا کہ یہ کفار جانتے ہیں۔ اس لیے قلیب بدر والی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ کو مُردوں کے سُننے کی دلیل بنانا درست نہیں۔

2- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تائیداً سورۃ رُوم کی آیت پیش کر کے حضور ﷺ کے مُردوں کو نہ سنا سکنے پر استدلال کیا۔

☆ 04- آپ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) بھول گئے ہیں۔

﴿نسائی کتاب الجنائز ارواح المومنین ص 293﴾

وضاحت: اگرچہ فنِ حدیث پر گہری نظر رکھنے والے اہلِ علم اس مغالطہ کی حقیقت و حیثیت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ تاہم اس بات کا اندیشہ ہے کہ کم پڑھے لکھے لوگ اس مغالطہ کا شکار ہو جائیں اور مُردوں کے سُننے کا انکار کر بیٹھیں اس لیے منکرین سماعِ موتیٰ کے اس مغالطے کی حقیقت و اصلیت واضح کرنا نہایت ضروری ہے۔

ماہرین و شارحین حدیث نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے حوالے سے بہت تفصیلی گفتگو کی ہے جسے مندرجہ ذیل مقامات پر دیکھا جا سکتا ہے۔

﴿عینی حاشیہ بخاری ج 2 ص 566 ،نووی شرح مسلم ج 2 ص 387، فتاویٰ ابن تیمیہ ج 2 ص 217، شفاء السقام علامہ سبکی ص 147، تفسیر قرطبی ج 13 ص 233، فتاویٰ عزیزی شاہ عبدالعزیز دہلوی ج 1 ص 88 (فارسی)، وفاء الوفاج 2 ص 407، روح المعانی ج 6 ص 454، المحنۃ الوھبیہ ص 13، تفسیر ابن کثیر ج 3 ص 438، فتح الباری شرح بخاری امام ابن حجر عسقلانی ج 3 ص 477، ج 8 ص 305-306، روض الانف امام سہیلی ج 2 ص 74، تحفۃ الاحوذی ج 2 ص 136، عمدۃ الرعایۃ علامہ عبدالحی لکھنوی ج 2 ص 254، فتاویٰ ابن تیمیہ ج 4 ص 297-298، فتح الملہم شیخ شبیر احمد عثمانی ج 2 ص 478، کواکب الدراری شرح بخاری امام کرمانی ج 15 ص 167-168، عمدۃ القاری شرح بخاری علامہ بدرالدین عینی ج 8 ص 291 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی ج 7 ص 253﴾

چونکہ اکثر لوگوں کے لیے ان کتب کا تفصیلی مطالعہ ممکن نہیں اس لیے یہاں علماء کے تفصیلی جوابات کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے درج ذیل چند نکات:

1- امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام بیہقی نے فرمایا کہ علم (جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُن مُردوں کے علم کا اعتراف کرلی ہیں) سُننے سے نہیں روکتا۔ رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مُردوں کے نہ سُننے والی آیت پیش کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حالت میں نہیں سُنتے جب وہ مُردے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا حتّٰی کہ انہوں نے آپ ﷺ کا کلام سُنا جیسا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

﴿فتح الباری شرح بخاری ج 8 ص 305-306﴾

2- بدر کے مقتولین سے حضور ﷺ کے خطاب فرمانا اور ان کا یہ خطاب سُننا بیان کرنے والی حدیث مبارکہ صرف حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ہی سے مروی نہیں بلکہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام ؓ نے بھی الگ الگ یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

حضرت ابو طلحہ ؓ سے مروی حدیث مبارکہ صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل ج 2 ص 566، صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب عرض مقعد المیت ج 2 ص 387 میں ہے۔

☆ 05- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے صحیح سند کے ساتھ مروی حدیث مبارکہ المعجم الکبیر ج 10 رقم الحدیث 10320، کتاب السنۃ رقم الحدیث 884 میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن سیدان سے بھی یہ حدیث مبارکہ مروی ہے۔

☆ 06- حضرت انس ؓ سے مروی حدیث مبارکہ امام ابن اسحاق کی السیرۃ النبویہ ج 2 ص 250 میں ہے۔

اور دیگر متعدد احادیث مبارکہ بھی قلیب بدر والی اس حدیث مبارکہ کی شاہد و مؤید ہیں اور پوری صراحت کے ساتھ اہل قبور کا سُننا ثابت کرتی ہیں جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں اس پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ ﴿تفسیر ابن کثیر ج 03 ص 438﴾

جب کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی روایت میں منفرد (اکیلی) ہیں اور پھر وہ یوم بدر کے اس موقع پر موجود ہی نہیں تھیں اس لیے کہ حضور ﷺ کی طرف ان کی رخصتی ہی اس واقعہ کے کئی سال بعد ہوئی ہے جبکہ سماع موتٰی ثابت کرنے والی حدیث مبارکہ بیان کرنے والے صحابہ کرام ؓ (سوائے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے) اس موقع پر موجود تھے اور پھر حضور ﷺ سے سوال کرنے والے بھی صرف حضرت عمر ؓ اکیلے ہی نہیں تھے بلکہ متعدد صحابہ کرام ؓ تھے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ سے واضح ہے۔

ان تمام وجوہات کو سامنے رکھتے ہوئے جمہور علماء اسلام نے حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا کی روایت کے مقابلے میں دیگر صحابہ کرام ؓ کی احادیث مبارکہ کو ترجیح دیتے ہوئے اہل قبور کے سُننے پر استدلال کیا ہے۔

☆ 07- قارئین یہ جان کر حیران ہوں گے کہ حضرت امام ابن اسحاق نے مغازی میں یونس بن بکیر کی جیّد سند کے ساتھ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی حضرت ابو طلحہ ؓ کی حدیث کی مثل ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ ”حضور ﷺ نے فرمایا: میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے تم ان (مردہ کافروں) سے زیادہ سُننے والے نہیں ہو“

﴿السیرۃ النبویہ ج 2 ص 250﴾

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ روایت محفوظ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سابقہ انکار سے رجوع فرمالیا تھا کیونکہ ان کے نزدیک دیگر صحابہ ؓ کی روایت سے یہ امر ثابت و واضح ہو گیا تھا جو اس موقع پر حاضر تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر حاضر نہیں تھیں۔

اگر چہ اس روایت کے علاوہ بھی دیگر صحابہ کرام ؓ سے مروی قلیب بدر والی حدیث مبارکہ کا قابل ترجیح ہونا خوب واضح ہے جس سے اہل قبور کا سُننا ثابت ہے تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رجوع ثابت ہونے کی صورت میں تو سماع موتٰی کے منکرین کی یہ واحد دلیل بھی کام نہ آسکی اور یہ ثابت و واضح ہو گیا کہ..... **مُردے سُنتے ہیں۔**

سماع موتٰی کے ثبوت میں چند مزید احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں تا کہ اطمینانِ قلب کا بھرپور سامان فراہم ہو جائے۔

☆ 08- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بندہ کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اصحاب پیٹھ موڑ کر چلے جاتے ہیں تو مُردہ ان

کی جوتیوں کے چلنے کی آواز سنتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اس کے بعد قبر میں سوال وجواب کا ذکر ہے۔

﴿بخاری کتاب الجنائز باب المیت یسمع خفق النعال، کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر، مسلم کتاب الجنۃ، سنن ابوداؤد رقم الحدیث 3231، سنن نسائی رقم الحدیث 2048، صحیح ابن حبان رقم الحدیث 3118، المستدرک حاکم ج 1 ص 379 قدیم، مسند البزار رقم الحدیث 873، مصنف ابن ابی شیبہ ج 3 ص 378﴾

☆ 09- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان میں گئے اور فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ

﴿مسلم ج 1 ص 126 قدیم رقم الحدیث 249 جدید، سنن ابوداؤد ج 2 ص 105، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 4304، مسند احمد ج 2 ص 300، مشکوۃ ج 2 ص 105، مرقاۃ ج 8 ص 11﴾

''تم پر سلام ہو، اے مومنوں کی بستی میں رہنے والو!

☆ 10- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی اس شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا پھر اس کو سلام کرے تو وہ اس کو پہچان کر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور جب وہ ایسے شخص کے پاس سے گزرے، جس کو وہ نہیں پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

﴿شعب الایمان ج 7 ص 17 رقم الحدیث 9296 دار الکتب العلمیہ بیروت﴾

☆ 11- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی اپنے کسی ایسے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے، جس کو وہ دنیا میں پہچانتا

تھا تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

﴿الاستذکار امام ابن عبدالبر ج 2 ص 165 رقم الحدیث 1858 مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، احیاء العلوم امام غزالی ج 6 ص 127﴾

امام قرطبی نے اس حدیث مبارکہ کی ابو محمد عبدالحق اشبیلی کی طرف سے تصحیح بیان کی ہے اور اسے ابن قیم جوزی نے بھی کتاب الروح ص 10-11 مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ میں بیان کیا ہے۔

☆ 12- امام عبدالرزاق بن ہمام حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جس قبر کے پاس سے گزرتے، اسے سلام کرتے تھے۔

﴿المصنف ج 3 رقم الحدیث 6721﴾

نوٹ: امام قرطبی سماع موتی پر بحث کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں: فَلَوْلَمْ یَسْمَعِ الْمَیِّتُ لَمْ یُسَلِّمْ عَلَیْهِ وَهٰذَا وَاضِحٌ ﴿تفسیر قرطبی ج 13 ص 233﴾

''پس اگر مردہ نہ سنتا ہوتو اسے سلام نہ کہا جاتا اور یہ بالکل واضح ہے''

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ سَمَاعُ الْمَیِّتِ لِلْاَصْوَاتِ مِنَ السَّلَامِ وَالْقِرَاءَةِ حَقٌّ

﴿اقتضاء الصراط المستقیم ص 181 مطبوعہ مصر﴾

''مردے کا سلام اور قرأت کی آواز سننا حق ہے''

☆ 13- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا، ہم قبروں پر سلام کرنے کے لیے کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ﴿المصنف ج 3 رقم الحدیث 6722﴾

"(اس) بستی والوں پر سلام ہو مومنوں اور مسلمانوں کی طرف سے اللہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے گا، ان شاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں"

☆ 14- حضرت عبداللہ بن الاودی فرماتے ہیں: میں صحابی حضرت ابوامامہ باہلی ؓ کے پاس گیا۔ اس وقت وہ حالتِ نزع میں تھے۔ انہوں نے فرمایا: جب میں مر جاؤں تو میرے ساتھ اسی طرح کرنا جس طرح حضور ﷺ نے ہمیں مُردوں کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی شخص فوت ہو جائے تو تم اس کی قبر پر مٹی ہموار کر دینا۔ پھر تم میں سے کوئی اس شخص کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے پھر اسے چاہیے کہ یہ کہے: یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانَةَ! وہ اس کلام کو سنے گا اور جواب نہیں دے گا۔ پھر کہے کہ یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانَةَ! تو وہ اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے گا۔ پھر کہے، یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانَةَ! تب وہ مُردہ کہے گا، اللہ تم پر رحم کرے ہماری راہنمائی کرو۔ لیکن تمہیں (اُن کے کلام کا) شعور نہیں ہوتا۔ پس اس شخص کو چاہیے کہ کہے، یاد کرو جب تم دنیا سے گئے تھے تو یہ شہادت دیتے تھے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور تم اللہ کو رب مان کر راضی تھے اور اسلام کو دین مان کر اور (حضرت) محمد ﷺ کو نبی مان کر اور قرآن کو امام مان کر۔ پھر منکر اور نکیر میں سے ایک اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر کہے گا: اب یہاں سے چلو ہم اس شخص کے پاس نہیں بیٹھتے جس کو حجت کی تلقین کر دی گئی ہے۔ پھر ان کے سامنے اللہ حجت کرنے والا ہو گا۔ ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ)! اگر ہمیں اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کو حواء کی طرف منسوب کرے اور کہے: یَا فُلَانُ بْنُ حَوَّاءَ۔

﴿معجم کبیر ج 08 رقم الحدیث 7979، مجمع الزوائد ج 02 ص 202، التذکرہ ج 01 ص 119، تہذیب تاریخ دمشق ج 6 ص 424، کنز العمال رقم الحدیث 42406، 42934﴾

علامہ قرطبی نے حافظ ابو محمد عبدالحق اور شیبہ بن ابی شیبہ، امام غزالی اور بہت سے علماء کا اس حدیث سے استدلال کرنا بیان کیا ہے اور اہلِ علم کا اس حدیث مبارکہ پر عمل کرنا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے امام نووی سے نقل کیا ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک ضعیف حدیث اہلِ علم کے عمل سے قوی ہو جاتی ہے۔ ﴿مرقاۃ ج 2 ص 98﴾

علاوہ ازیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کی سند کو صالح کہا ہے مشہور محدث ضیاء الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی نے جو حافظ الحدیث اور محدث شام تھے، علامہ برزالی، امام ابن النجار نے بھی اس حدیث کو قوی کہا ہے۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر التلخیص میں کہتے ہیں کہ اس کے کئی شواہد موجود ہیں۔ ﴿ج 2 ص 136﴾

لہٰذا معلوم ہوا کہ..... مُردے سنتے ہیں:

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ اب تک اس موضوع پر جتنی بھی گفتگو ہوئی ہے وہ کفار ومشرکین یا عام اہلِ ایمان کے بارے میں ہے تو جب مرنے والے کفار ومشرکین یا عام اہلِ ایمان سنتے ہیں تو شہداءِ کرام کا سننا جاننا کیسا وسیع اور مضبوط ہو گا جن کی موت کے بعد خاص شان وعظمت والی زندگی کی گواہی خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں دے رہا ہے۔

﴿سورۃ البقرہ آیت نمبر 154، سورۃ ال عمران آیت نمبر 169﴾

اور اس امر میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ اولیاء کرام ؒ ان عام شہداء کرام سے مقام ومرتبہ میں کہیں افضل وارفع ہیں تو اس سے اُن کی بعد وفات زندگی اور زندگی کے لوازمات وعلامات یعنی سننے دیکھنے جاننے وغیرہ کا کیسے انکار کیا جاسکتا ہے؟

رہے انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً ہمارے حضور ﷺ تو کیسے ہو سکتا ہے کہ جن کے صدقے شہداء اور اولیاء کرام کو عظیم الشان زندگی اور اس زندگی کی اعلیٰ نعمتیں اور لوازمات حاصل ہوئے، وہ خود نہ تو زندہ ہوں اور نہ ہی اُنہیں بعد وفات زندگی کی اعلیٰ نعمتیں

اور اس کے لوازمات حاصل ہوں (معاذ اللہ)۔

صالح مومنین کو وفات کے بعد قیامت تک کے برزخی عرصہ میں قبر کی وسعت و فراخی اور بہت بیش بہا اُخروی نعمتوں کا ملنا اور مجرموں کو عذاب و مصائب کا ملنا صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے جو اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ مرنے کے بعد ہر انسان کی رُوح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے جس کی وجہ سے کسی کی رُوح کو ملنے والی راحت و نعمت کا لطف و فیض اور کسی کی رُوح کو دی جانے والی تنگی و مصیبت کی تکلیف جسم کو بھی پہنچتی ہے۔

کسی جاہل پر مخفی ہو تو ہو، اہلِ علم جانتے ہیں کہ موت رُوح کے عدم و فنا کا نام نہیں ہے بلکہ رُوح کے جسم سے علیحدہ ہونے کا نام ہے۔ جہاں تک علم و شعور، دیکھنے سننے، محسوس کرنے اور دیگر صفات کا تعلق ہے تو یہ رُوح کی صفات ہیں۔ جب موت وارد ہونے کے باوجود رُوح زندہ رہتی ہے تو رُوح کی یہ صفات بھی موجود و برقرار رہتی ہیں اور ایک مرتبہ رُوح جسم سے الگ ہونے کے بعد اعلیٰ علیّین یا سجّین میں ہونے کے باوجود دوبارہ جسم سے خاص تعلق قائم کر لیتی ہے تو جسم پھر ان صفات کا اثر قبول و وصول کر لیتا ہے۔

قارئین محترم! اس حقیقت سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں کہ موت کے بعد عام صالح مومنوں کو دنیا کی نسبت زیادہ بہتر زندگی عطا کی جاتی ہے اور اُن کے روحانی مقامات و درجات بہت ترقی و کمال حاصل کر لیتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کا علم و شعور، ان کے دیکھنے سننے، محسوس کرنے کی صفات بہت بڑھ جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً ہمارے حضور ﷺ کے علم و مشاہدہ اور تصرّف و اختیار کی وسعت کا کیا عالم ہوگا۔ کیا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ سے یہ وعدہ نہیں فرمایا؟

305- وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ ﴿سورۃ الضحیٰ: 04﴾

''اور آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے''

تو معلوم ہُوا کہ حضور ﷺ کے علم و مشاہدہ اور تصرّف و اختیار میں ہر لحظہ ترقی و اضافہ ہو رہا ہے۔ جب دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا بعد وصال حج کرنا، اپنی قبروں میں نماز پڑھنا، شبِ معراج مسجد اقصیٰ اور پھر آسمانوں میں حضور ﷺ کا استقبال کرنا ثابت و مسلّم ہے تو اُن کی حیات بعد وفات اور اُن کے علم و مشاہدہ، سُننے دیکھنے اور تصرّف و اختیار کے انکار کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟

الغرض زیادہ نہیں تو یہ بات ہی ذہن نشین کر لینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو ان کی دنیوی زندگی میں سُننے، دیکھنے، جاننے کے ساتھ ساتھ تصرّف و اختیار کی کیسی وسیع اور پختہ صفتیں اور صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آسمانوں اور زمین کے وسیع مشاہدے ﴿سورۃ الانعام آیت نمبر 75﴾، حضرت سلیمان علیہ السلام کے چیونٹی کی گفتگو سُن لینے ﴿سورۃ النمل آیت نمبر 19﴾، حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کے پلک جھپکنے سے پہلے ملکہ سبا بلقیس کا تخت سینکڑوں میل سے لا حاضر کرنے ﴿سورۃ النمل آیت نمبر 40﴾، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیماروں کو شفا عطا کرنے ﴿سورۃ ال عمران آیت نمبر 49۔ سورۃ المائدہ آیت نمبر 110﴾ اور حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مشکل کشائی کرنے کی چند جھلکیاں اس کتاب میں بھی پیش کی گئی ہیں۔

تو جب اُن کی دُنیوی حیات میں اُن کی ان صفات کی شان و عظمت کا یہ حال ہے تو بعد وصال تو اُن کی روحانی طاقتوں میں برابر ترقی اور اضافہ ہی ہو رہا ہے تو پھر اُن کی ان صفات کی شان و عظمت کا عالم کیا ہوگا؟

میرے بھائیو! دور و نزدیک اُن کا نہیں، ہمارا مسئلہ ہے۔ ابوجہل ہو یا ابولہب، جو اُن کا نہ ہُوا وہ اُن کے قریب رہتے ہُوئے بھی دور ہی تھا اور جو اُن کا ہو گیا وہ سینکڑوں میلوں پر

بھی ہو تو ان کے قریب ہوتا ہے۔ آج بھی کتنے خوش نصیب ہیں جو کہیں بھی ہوں، ان سے
مربوط ہیں۔ اپنی کہہ لیتے اور ان کی سُن لیتے ہیں اور کتنے ایسے ہوں گے جو طعن وتنقید کے
غبار سے اَٹے ہوئے دل لیے حاضرِ بارگاہ ہو کر بھی کرم وشفقت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ محبوبانِ الٰہی کی شان وعظمت سمجھنے اور ان کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنے
کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

- 7 -

نداء و پکار

محبت وعقیدت، تعظیم وتوقیر اور مدد واستمداد کے عنوانات کے تحت پیش کردہ
آیاتِ کریمہ میں آپ نے دیکھا کہ مشرکین اپنے بتوں کے ساتھ مندرجہ بالا عقیدے اور
رویے انہیں اپنا الٰہ سمجھ کر اختیار کرتے تھے اور یہی ان کے شرک کی بنیادی وجہ تھی۔ ورنہ اگر وہ
بتوں کو الٰہ سمجھے بغیر ان کیلئے یہ رویے اختیار کرتے تو اسے لغو، بیکار اور باطل تو قرار دیا جاتا،
شرک ہرگز نہ ٹھہرایا جاتا اور ان رویّوں کو غلط قرار دینے کی وجہ بھی یہی ہوتی کہ بُت محبت و
عقیدت اور تعظیم وتوقیر کیے جانے، مدد کے لیے پکارے جانے اور مدد کرنے کے اہل نہیں۔

گویا مشرکین کے یہ تمام رویے غلط قرار دیے جانے کے ساتھ شرک اس لیے قرار
دیے گئے کہ وہ بتوں کو الٰہ سمجھ کر ان کے ساتھ یہ رویے اختیار کرتے تھے۔

اگرچہ یہ حقیقت قرآن پاک کی متعدد آیاتِ مبارکہ سے بالکل واضح ہو چکی ہے مگر
چونکہ یہاں گفتگو کا موضوع نداء و پکار ہے تو قرآن نے دیگر تمام رویّوں کی طرح مشرکوں کا یہ
رویّہ بیان کرتے ہوئے بھی الگ طور پر واضح کر دیا ہے کہ وہ ان بتوں کو پکارتے بھی الٰہ سمجھ کر
ہی تھے۔ اس لیے اس کے شرک ہونے میں کوئی شک نہیں۔

306-وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ...... O ﴿سورۃ القصص:88﴾

''اور اللہ کے ساتھ کسی کو الٰہ یعنی معبود نہ پکارنا''

مشرکوں کے بتوں کو پکارتے ہوئے الٰہ سمجھنے کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص
بندوں کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا ہے:

307-وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ...... ○ ﴿سورۃ الفرقان:68﴾

"اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے"

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان آیات مبارکہ میں مطلقاً پکارنے کی ممانعت بیان نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو الٰہ یعنی معبود سمجھ کر پکارنے کی ممانعت ہے۔ لہٰذا آج بھی اگر کوئی کسی مخلوق کو اپنا الٰہ سمجھ کر پکارے گا تو وہ مشرک ہوگا اور اگر الٰہ سمجھے بغیر پکارے گا تو اسے مشرک قرار دینے کی بجائے دیکھا جائے گا کہ جسے مدد کے لیے پکارا جا رہا ہے، وہ مدد کرنے کا اہل بھی ہے یا نہیں۔ اگر اہل نہیں تو اسے مدد کے لیے پکارنا لغو، بے کار اور باطل ہوگا اور اہل ہوگا تو اسے پکارنا بالکل جائز ہوگا۔

گویا پکارنے کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہوئیں:

1- کسی کو الٰہ یعنی معبود سمجھتے ہوئے پکارنا جسے اُلوہیت کے اعتقاد کی وجہ سے عبادت قرار دیا جاتا ہے اور اسی کا نام دُعا ہے اور اعتقادِ اُلوہیت کے ساتھ پکارا جانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور اس کے سوا کسی اور کو الٰہ سمجھتے ہوئے پکارنا گویا کسی کو اللہ تعالیٰ کے خاص حق میں حصہ دار قرار دینے کے باعث شرک ہے جیسا کہ مشرکین اپنے بتوں کو الٰہ سمجھ کر پکارتے تھے۔

2- کسی کو الٰہ (معبود) سمجھے بغیر پکارنا تو یہ نداء و پکار تو ہوتی ہے مگر عبادت والی پکار (دُعا) سے حقیقتِ حکم کے اعتبار سے بالکل جُدا اور مختلف ہے اور یہ صرف اور صرف مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو تو ہمیشہ الٰہ سمجھتے ہوئے ہی پکارا جائے گا۔

چونکہ عبادت کی بنیاد عقیدہ اُلوہیت پر ہوتی ہے اس لیے جب مخلوق کو الٰہ سمجھے بغیر پکارا جائے گا تو اسے دُعا اور مخلوق کی عبادت قرار دے کر شرک ٹھہرانا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

مشرکین کے اپنے بتوں کو الٰہ سمجھ کر پکارنے اور اُن سے مدد طلب کرنے کا بیان تو

آپ پڑھ چکے، اب صحابہ کرام ﷡ و دیگر کی طرف سے محبوبانِ الٰہی کو الٰہ سمجھے بغیر پکارنے کی مثالیں بھی ملاحظہ فرمائیں جن سے اس نداء و پکار کا جائز اور درست ہونا از خود واضح ہے۔

☆ 01- حضرت اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے سنا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے وضو خانے میں تین مرتبہ لَبَّیْکَ فرمایا اور تین مرتبہ فرمایا: نُصِرْتَ۔ نُصِرْتَ۔ نُصِرْتَ (تیری مدد کی گئی۔ تین مرتبہ)۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے آپ ﷺ کو تین مرتبہ لَبَّیْکَ اور تین مرتبہ نُصِرْتَ فرماتے ہوئے سنا جیسے آپ (ﷺ) کسی انسان سے گفتگو فرما رہے ہوں۔ کیا وضو خانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟...... فَقَالَ هٰذَا رَاجِزُ بَنِیْ کَعْبٍ یَسْتَصْرِخُنِیْ وَیَزْعَمُ اَنَّ قُرَیْشًا اَعَانَتْ عَلَیْهِمْ بَنِیْ بَکْرٍ ...... حضور ﷺ نے فرمایا: یہ بنو کعب کا رجز خواں مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی مدد کی ہے......

تین دن کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ ﷡ کو صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے سنا کہ رجز خواں اشعار پیش کر رہا تھا۔

﴿مواہب امام قسطلانی۔ مجمع الزوائد ج 6 ص 174 کتاب المغازی والسیر باب غزوۃ الفتح رقم الحدیث 10232۔ طبرانی معجم صغیر ص 201۔ مدارج النبوۃ۔ مختصر سیرۃ الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی ص 333﴾

تبصرہ:

بنو کعب کے رجز خواں کا حضور ﷺ کو دور سے مدد کے لیے پکارنا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے اطلاع پا کر کسی شک و شبہ کا اظہار نہ کرنا اُن کے اس عقیدے

کو واضح کرتا ہے کہ حضور ﷺ دور سے پکارنے والوں کی فریاد و پکار سنتے بھی ہیں اور مدد بھی فرماتے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو دور سے مدد کے لیے پکارنا جائز ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو پکارنے اور آپ ﷺ کے سننے کے بارے میں دور اور نزدیک کا فرق کرتے ہوئے من گھڑت قید لگانا اور کہنا کہ آپ ﷺ دور سے نہیں سنتے، غلط ہے۔

☆ 02- حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ کے وصال کے تین دن بعد ایک اعرابی (دیہاتی) نے آپ ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو کر اپنے آپ کو گرا دیا اور خاک میں لوٹنے لگا اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! جو کچھ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے سنا ہے وہ ہم نے آپ ﷺ سے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر یاد کیا وہ ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور آپ ﷺ پر جو نازل ہوا یعنی قرآن مجید اس میں یہ آیت بھی ہے ...... وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ﴿سورۃ نساء: 64﴾ ...... "اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی سفارش فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں"

اور میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لیے استغفار فرمائیں......

حضور ﷺ کے قبر انور سے آواز آئی ...... قَدْ غُفِرَ لَكَ ...... بے شک تیری مغفرت کردی گئی ﴿اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عتبی ؓ کے حوالے سے بھی بیان کیا گیا ہے﴾

﴿تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 560۔ تفسیر مدارک التنزیل ج 1 ص 399۔ تفسیر قرطبی ج 1 ص 265۔ شفاء السقام امام سبکی ص 46۔ وفاء الوفا سمہودی

ج 4 ص 1361۔ مواہب اللدنیہ ج 4 ص 583۔ کتاب الاذکار امام نووی ص 185۔ المغنی ج 3 ص 557 ابن قدامہ۔ جذب القلوب ص 195۔ رسائل ارکان، بحر العلوم عبد العلی ص 280۔ نشر الطیب تھانوی ص 254﴾

☆ 03- امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ کے دور خلافت میں 18ھ میں دوبارہ قحط واقع ہوا (اسے عام الرمادۃ کہتے ہیں)۔ حضرت بلال بن حارث مزنی ؓ سے ان کی قوم بنو مزنیہ نے کہا: ہم مرے جا رہے ہیں، کوئی بکری ذبح کیجیے۔ انہوں نے بکری ذبح کی۔ جب اس کی کھال اُتاری اور نیچے سے صرف سرخ ہڈی نکلی ...... فَنَادٰى يَا مُحَمَّدَاهُ فَلَمَّا اَمْسٰى فَاَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَهٗ اَبْشِرْ بِالْحَيَاةِ ...... تو (حضرت بلال ؓ نے فریاد کرتے ہوئے) پکارا ...... یَا مُحَمَّدَاهُ ...... رات ہوئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اُمت کے غم خوار، دو جہان کے تاجدار، احمد مختار، سرکار عالی وقار ﷺ انہیں فرما رہے ہیں کہ تمہیں زندگی مبارک ہو (یعنی بارش ہوگی)۔

﴿تاریخ طبری ج 3 ص 192۔ البدایہ والنہایہ ج 7 ص 93۔ تاریخ ابن اثیر ج 2 ص 556۔ حیاۃ الصحابہ اردو ج 3 ص 684 ص 250﴾

☆ 04- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے خادم عبدالرحمٰن ؓ فرماتے ہیں: خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدَاهُ ...... حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا پاؤں سُن ہوگیا تو ایک شخص نے آپ ؓ سے عرض کیا کہ تمام لوگوں میں سے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اس کو یاد کیجیے تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: یا محمد! (ﷺ)۔

﴿الادب المفرد باب نمبر 347 ص 250﴾

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر جو عنوان قائم کیا ہے، وہ ملاحظہ کیجیے:

مَایَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهٗ ...... جب کسی شخص کا پاؤں سن ہو جائے تو کیا کہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عنوان قائم کر کے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو ہمیشہ کے لیے عموم پر رکھتے ہوئے سمجھا دیا کہ حضور ﷺ کو بعد وصال بھی ہمیشہ کے لیے بوقتِ مصیبت پکارنا جائز ہے۔

5- امام حافظ ابن السنّی کی روایت میں...... اُدْعُ ...... یعنی پکاریے کا لفظ بھی ہے اور یہ بھی کہ...... فَانْبَسَطَتْ ...... تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھلے چنگے اور خوش و خرم ہو گئے۔

﴿عمل الیوم واللیلۃ ص 67-68 مطبوعہ نور محمد کراچی﴾

☆ 05- امام ابن السنّی نے ایسا واقعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی نقل فرمایا ہے۔ ﴿حوالہ بالا﴾

واضح رہے کہ امام ابن السنّی نے بھی اس روایت پر وہی عنوان قائم کیا ہے جو امام بخاری نے کیا ہے۔ اس سے امام ابن السنّی کا عقیدہ بھی معلوم ہوا۔

یہ واقعہ حضرت قاضی عیاض اندلسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''الشفاء'' ج 02 ص 18 پر نقل فرمایا ہے۔

شارح مسلم امام نووی رضی اللہ عنہ نے اسے ''الاذکار'' میں ص 671 پر نقل فرمایا ہے۔

الحمد للہ۔ اس روایت سے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ امام بخاری اور امام ابن السنّی، قاضی عیاض مالکی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا یہ عقیدہ بھی واضح ہوا کہ حضور ﷺ کو بعد وصال ندا کرنا یعنی پکارنا جائز ہے۔

حافظ ابنِ کثیر کی گواہی:

☆ 06- جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی ساٹھ ہزار فوج سے قلیل التعداد مسلمان معرکہ آراء تھے۔ مقابلہ شدید تھا۔ ایک دفعہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے پاؤں اُکھڑنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے۔ انہوں نے یہ حالت دیکھی تو۔ نَادٰی بِشِعَارِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ شِعَارُهُمْ یَوْمَئِذٍ یَامُحَمَّدَاہ ...... انہوں نے مسلمانوں کی علامت (پہچان۔ معمول۔ نشانی) کے ساتھ ندا کی (پکارا)۔ اس دن مسلمانوں کی علامت تھی: یا محمداہ۔

﴿تاریخ ابن اثیر ج 2 ص 364۔ البدایۃ والنہایۃ ج 7 ص 324، تذکرہ مقتل مسیلمۃ الکذاب، مکتبۃ المعارف بیروت﴾

نداءِ یا محمد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا:

☆ یَامُحَمَّدَاہ ...... هٰذَا مِمَّا تَعَاهَدَهٗ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ

﴿نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ج 03 ص 355﴾

''یَامُحَمَّدَاہُ (کہنا) اہل مدینہ کی عادت اور ان کا معمول تھا''

نداءِ یا محمد ﷺ کے بارے میں اشرف علی تھانوی کا بیان:

''یعنی آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد آپ کو اسم گرامی کے ساتھ ندا کر کے ''یا محمد'' کہنا سوءِ ادبی ہونے کی وجہ سے منع کیا جائے گا اور یہ ممانعت اس وقت باقی نہیں رہتی جب ''یا محمد'' کی ندا میں تعظیم کا کوئی قرینہ شامل ہو جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے ایک نابینا کو ''یا محمد'' سے ندا کرنے کی تعلیم دی''

﴿امداد الفتاویٰ ج 04 ص 386 مطبوعہ کراچی﴾

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا استغاثہ:

حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں نقل کرتے ہیں:

قَالَتْ وَهِيَ تَبْكِي۔ يَامُحَمَّدَاهُ۔ يَامُحَمَّدَاهُ صَلَّى عَلَيْكَ اللهُ وَمَلَكُ السَّمَاءِ هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ، مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ يَامُحَمَّدَاهُ، وَبَنَاتُكَ سَبَايَا وَذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِيْ عَلَيْهَا الصَّبَا۔ قَالَ فَاَبْكَتْ وَاللهِ كُلَّ عَدُوٍّ وَصَدِيْقٍ

﴿البدایہ ج08 ص195﴾

''اور اس نے روتے ہوئے کہا: یا محمد ﷺ امداد، یا محمد ﷺ! امداد۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں فرمائے اور آسمانی فرشتے درود بھیجیں، یہ حسین میدان میں ہیں خون میں نہائے ہوئے، اعضاء کٹے ہوئے۔ یا محمد ﷺ! امداد، آپ کی بیٹیاں حراست میں ہیں، آپ ﷺ کی اولاد شہید کردی گئی۔ بادِ صبا اُن پر مٹی اُڑا رہی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اُن کی پُرسوز فریاد نے ہر اپنے اور بیگانے کو رُلا دیا''

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا استغاثہ:

يَا مَالِكِيْ كُنْ شَافِعِيْ فِيْ فَاقَتِيْ ...... اِنِّيْ فَقِيْرٌ فِي الْوَرٰى لِغِنَاكَ

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى ...... جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَاَرْضِنِيْ بِرِضَاكَ

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ ...... لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

﴿قصیدۃ النعمان ص103 تا 105 مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ﴾

''اے میرے مالک (ﷺ)! آپ میری حاجت میں شفیع ہوں...... میں تمام مخلوق میں آپ کے غنا کا فقیر ہوں''

''اے جن وانس سے زیادہ کریم، اے مخلوق کے خزانے...... مجھ پر احسان فرمائیں

اور اپنی رضا سے مجھے راضی فرمائیں!''

''میں آپ کی بخشش کا امیدوار ہوں اور آپ کے سوا مخلوق میں ابو حنیفہ کا کوئی نہیں''

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فریاد:

وَصَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ ...... وَيَا خَيْرَ مَاْمُوْلٍ وَيَا خَيْرَ وَاهِبٍ

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُرْجٰى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ ...... وَمَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

وَاَنْتَ مُجِيْرِيْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ ...... اِذَا اَنْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

''اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اے تمام مخلوق سے بہتر! اے بہترین جائے اُمید! اور اے بہترین عطا فرمانے والے''

''اور اے وہ بہترین ذات کہ جن سے مصیبت دور کرنے کی امید کی جاتی ہے اور جن کی سخاوت بادلوں سے بلند و بالا ہے''

''آپ مصیبتوں کے وقت پناہ دینے والے ہیں جب وہ اپنے بدترین پنجے دل میں گاڑ دیں''

﴿اطیب النغم از شاہ ولی اللہ دہلوی ص22 مطبع مجتبائی دہلی﴾

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی فریاد:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت سے علماء دیو بند کے پیر و مرشد ہیں، حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس طرح فریاد کرتے ہیں:

شفیع عاصیاں تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو

تمہیں چھوڑ کر اب کدھر جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ ﷺ

جہازِ اُمت کا حق نے کر دیا آپ کے ہاتھوں

بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ ﷺ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو

بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ ﷺ

﴿گلزار معرفت﴾

☆ ''مناجات نالہ امداد غریب'' میں عرض پرداز ہیں''

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے .... اے حبیب کبریا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل .... اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

ندا کے بارے میں حاجی صاحب کی تلقین:

فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور دائیں طرف "یا احمد" اور بائیں طرف "یا محمد" اور "یا رسول اللہ" ایک ہزار بار پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

﴿کلیات امدادیہ کا حصہ ضیاء القلوب ص 45 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی﴾

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور حاجی صاحب کا عقیدہ:

''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں۔ یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لہ الخلق والامر۔ عالم امر مقید بہ جہت طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔ ﴿امداد المشتاق ص 59﴾

حضرت ابی المواہب الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی فریاد:

اَنْتَ الْغِيَاثُ وَاَنْتَ الْمَلَاذُ فَاَغِثْنَا بِجَاهِكَ الْوَجِيْهِ الَّذِيْ لَا يَرُدُّهُ اللّٰهُ

﴿حسن الختام ص 234۔ تحقیق بسام محمد بارود ابوظبی﴾

''آپ (میرے) فریادرس ہیں اور آپ میری جائے پناہ ہیں۔ پس آپ میری مدد کیجیے اپنے وجاہت والے چہرے کے وسیلہ سے جسے اللہ بھی رد نہیں فرماتا''

حسین احمد ٹانڈوی کا بیان:

''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب وندا کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔

﴿شہاب ثاقب ص 65﴾

تھانوی صاحب بھی پکار اُٹھے:

يَا شَفِيْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِيْ ...... اَنْتَ فِي الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِيْ

غَشِيَ الدَّهْرُ يَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ...... كُنْ مُغِيْثًا فَاَنْتَ لِيْ مَدَدِيْ

يَا رَسُوْلَ الْاِلٰهِ بَابُكَ ...... مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِيْ

لَيْسَ لِيْ مَلْجَأٌ سِوَاكَ اَغِثْ ...... مَسَّنِيَ الضُّرُّ سَيِّدِيْ سَنَدِيْ

﴿نشر الطیب ص 194 مطبوعہ تاج کمپنی﴾

''دستگیری کیجیے میرے نبی ...... کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف ...... اے میرے مولا خبر لیجیے مری

میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسول ...... ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ ...... فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی''

غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی فریاد:

يَا سَيِّدِيْ يَا عُرْوَتِيْ وَوَسِيْلَتِيْ ...... يَا عُدَّتِيْ فِيْ شِدَّةٍ وَرَخَاءِ

اَنْتَ الْمُغِيْثُ بِرَحْمَةٍ وَكَرَمَةٍ ...... فِيْ غَمِّيْ وَغَوَائِلِ وَبَلَاءِ

مَا لِيْ وَرَاءَكَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ ...... يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ بُكَائِيْ

﴿مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی۔ قصیدۃ العنبر یہ فی مدح خیر البریہ۔ حاشیہ ہدیۃ المہدی از نواب وحید الزماں ص 20﴾

"اے میرے آقا، میرے سہارے، میرے وسیلے، سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے! آپ فریادرس (مددگار) ہیں اپنی رحمت اور اپنی کرامت کے ساتھ سختی، مشکلات اور بلا میں آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جس سے مدد مانگی جائے، اے رحمة للعالمين! میری آہ و پکار پر رحم فرمایئے"

یہی نواب صدیق حسن بھوپالی قاضی شوکانی اور ابن قیم سے ان کی وفات کے برسوں بعد یوں مدد مانگتے ہیں۔

قبلۂ دین مددے، کعبۂ ایمان مددے

ابن قیم مددے، قاضی شوکاں مددے ﴿حاشیہ ہدیۃ المہدی ص 23﴾

☆ علاوہ ازیں ابن تیمیہ کے شاگرد حافظ ابن قیم نے جلاء الافہام کے ص 360 پر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ صلى الله عليك يا محمد کہنے اور اس وجہ سے حضور ﷺ کی ان پر خاص عنایت کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔

مزید یہ کہ:

☆ شیخ اسماعیل دہلوی نے "صراط مستقیم" کے ص 242 پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث الثقلین (جنوں اور انسانوں یا دونوں جہانوں کے فریادرس اور ص 95، ص 198، اور ص 218 پر غوث اعظم یعنی سب سے بڑے فریادرس) لکھا ہے اور سید احمد بریلوی کے لیے حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی مقدس ارواح کی عنایات اور توجہات کا بیان لکھا ہے۔

ان آثار و عبارات سے واضح ہوا کہ:

حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی آپ کی بارگاہ میں استغاثہ (فریاد) کرنا جیسا کہ "یا محمداہ" سے ظاہر ہے اور آپ ﷺ کو صیغۂ خطاب کے ساتھ ندا کرنا یعنی پکارنا (یا محمد۔ یا رسول اللہ کہنا) نہ صرف جائز بلکہ حضرات صحابہ کرام اور علماء و اولیاء اُمت رضی اللہ عنہم کا معمول و پسندیدہ رہا ہے اور اس کی اس پکار کے ساتھ کوئی مماثلت و مشابہت نہیں جو مشرکین اپنے بتوں کے لیے روا رکھتے تھے اس لیے کہ مشرکین اپنے بتوں کو الٰہ سمجھ کر پکارتے تھے اور یہ پکار عبادت ہونے کے باعث بلاشبہ شرک ہے جب کہ اہلِ ایمان محبوبانِ الٰہی کو الٰہ نہیں مانتے اور جب تک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو الٰہ نہ سمجھا جائے شرک نہیں ہوتا۔

- 8 -

حکم واختیار

اگرچہ قرآن وحدیث سے یہ حقیقت خوب ثابت وواضح ہے کہ کسی چیز یا کام کے بارے میں کسی بھی درجے کی حلت یا حرمت کا حکم جاری کرنے کا اختیار اصلاً اور حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

308-اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

﴿سورۃ النحل:90﴾

''بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے۔ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو''

309-......اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ......○

﴿سورۃ یوسف:40﴾

''حکم (کا اختیار) نہیں مگر اللہ کے لیے''

310-......اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ......○

﴿سورۃ المآئدۃ:01﴾

''تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو''

311-اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ......○

﴿سورۃ البقرہ:173﴾

''اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا''

تاہم اس نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور حضور خاتم الانبیاء ﷺ کو بھی حکم کا (تشریعی ...... قانون سازی کا) حق واختیار عطا فرمایا ہے جو نیابتی ومجازی اور اللہ تعالیٰ کے اذن (اجازت) ومشیت (مرضی) کے تابع اور پابند ہے۔

درج ذیل آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

312-وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○

﴿سورۃ ال عمران:50﴾

''(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:) اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی اور اس لیے کہ حلال کروں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں''

313-......وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ......○

﴿سورۃ اعراف:157﴾

''اور (آخری نبی ﷺ) ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے، اُتارے گا''

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد جس جس کو بھی حکم جاری کرنے کا اختیار عطا فرمایا گیا اور اس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے تابع ہے۔

لہٰذا عقیدۂ توحید اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں (مِن دونِ اللّٰہ) کسی کو حکم جاری کرنے کا مختار وحق دار نہ سمجھا جائے اور اس کے بالمقابل/خلاف کسی

اور کو اس کا مختار و حق دار سمجھنا اور اس کی اطاعت کرنا بلاشبہ شرک ہے۔

قرآن مجید سے واضح ہے کہ یہود و نصاریٰ رب تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ و مخالفت میں اپنے پادریوں اور جوگیوں کی اطاعت کر کے اس قسم کے شرک کے مرتکب ہوتے تھے۔

ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل آیت کریمہ:

314-اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ......O ﴿سورۃ التوبہ:31﴾

''انھوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا اور مسیح بن مریم کو''

- 9 -

نذر و نیاز

لفظ نذر کے تین معانی اور استعمالات ملاحظہ ہوں:

1- لغوی معنی: ڈرانا...... ڈر سنانا۔

315-يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا O

﴿سورۃ الاحزاب:45﴾

''اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر/گواہ اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا''

316-فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى O ﴿سورۃ الیل:14﴾

''تو میں تمہیں ڈراتا ہوں اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے''

2- شرعی معنی: منت ماننا یعنی کسی کام کے ہونے کی بناء پر اپنے اوپر ایسی عبادت واجب (لازم) کر لینا جس کو واجب نہیں کیا گیا۔ ﴿المفردات ص 487﴾

317-اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ O ﴿سورۃ اٰل عمران:35﴾

''جب عمران کی بیوی نے عرض کی: اے میرے رب! میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری خدمت میں رہے تو تُو مجھ سے قبول کر لے۔ بے شک تو ہی سنتا جانتا ہے''

318-......فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا O ﴿سورۃ مریم:26﴾

"پھر (اے مریم!) اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی"

319-......وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ ...... ○ ﴿سورۃ الحج:29﴾

"اور اپنی منتیں پوری کریں"

ضروری وضاحت:

چونکہ اس سے کسی عبادت کو اپنے اوپر لازم کرلیا جاتا ہے اور عبادت کا حق دار صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لیے ایسی نذر صرف اسی کے نام کی مانی جاسکتی ہے۔ اس کے سوا کسی اور کی عبادت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کے نام کی نذر ماننا شرک ہے جیسا کہ مشرکین عرب اپنی فصلوں اور اپنے جانوروں کو اپنے باطل معبودوں (بتوں) کے نام وقف کرتے اور ان جانوروں کو ذبح کرتے وقت اُن کا نام لیتے تھے۔

3- عرفی ورواجی معنی: کوئی چیز کسی صالح بزرگ کے لیے ہدیہ وتحفہ کے طور پر پیش کرنا۔ جیسا کہ مسلمان اولیاء وصالحین کی خدمت میں محبت وعقیدت کے اظہار اور ان کی دعائیں حاصل کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں...... یا...... دنیا کی زندگی گزار کر اپنے رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہوجانے والے اولیاء وصالحین، اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور دیگر مسلمانوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لیے صدقہ وخیرات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے ساتھ محبت وعقیدت رکھنا اور اس کا اظہار کرنا اور ان کی دعائیں لینا نہ صرف جائز وروا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت پسندیدہ ہونے کے باعث بہت مفید ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات مبارکہ سے بھی بالکل واضح ہے:

320-وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ

سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ ﴿سورۃ التوبہ:99﴾

"اور کچھ گاؤں والے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں۔ ہاں ہاں وہ ان کیلئے باعث قُرب ہے۔ اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

321-خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ ﴿سورۃ التوبہ:103﴾

"اے محبوب ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لو جس کے ذریعے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعا کرو۔ بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے"

اسی طرح فوت شدگان کے ایصال ثواب کے لیے صدقہ وخیرات کرنا بھی بالکل جائز اور مفید ہے۔ ایسا کرتے وقت عام طور پر لوگ اس تحفہ وہدیہ اور صدقہ وخیرات کی اشیاء کو ان بزرگوں اور اپنے رشتہ داروں وغیرہ کے نام منسوب کردیتے ہیں جیسے فلاں کے نام کا بکرا اور فلاں کا کھانا وغیرہ۔

ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ:

☆ 01- حضرت سعد بن عبادہ ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے میں عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلْمَاءُ قَالَ: فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ: هٰذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ۔

﴿سنن ابوداؤد کتاب الزکاۃ باب فی فضل سقی الماء ج 2 ص 139، رقم 1681، مطبوعہ بیروت۔ سنن نسائی رقم 3664۔ ابن ماجہ رقم 3684۔ مجمع الزوائد کتاب الزکاۃ باب سقی الماء ج 03 ص 244﴾

"یا رسول اللہ! اُمِ سعد کا انتقال ہو گیا ہے تو (ان کے ایصالِ ثواب کے لیے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی تو حضرت سعد ؓ نے ایک کنواں کھدوا دیا اور کہا: یہ اُمِ سعد کے لیے ہے"

اس تحفہ و ہدیہ اور صدقہ و خیرات کو بھی عام طور پر نذر و نیاز کہہ دیا جاتا ہے۔

چونکہ تحفہ و ہدیہ پیش کرتے اور صدقہ و خیرات کا اہتمام کرتے وقت اہلِ ایمان اللہ تعالیٰ ہی کے تقرب اور اس کی عبادت کی نیت رکھتے ہیں اور اسی سے اجر و ثواب کے اُمیدوار و طلب گار رہتے ہیں اس لیے اس نذر و نیاز کی دوسرے نمبر پر بیان کردہ نذر شرعی کے ساتھ کوئی مماثلت و مشابہت نہیں ہوتی مگر اس تمام تر بنیادی فرق کے باوجود بعض لوگ اپنی غیر محتاط طبیعت کے باعث اسے نذر شرعی قرار دے کر شرک قرار دینے پر بضد ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ نذر و نیاز اور صدقہ و خیرات کے حوالے سے قرآن پاک نے مشرکین کا کیا عقیدہ و عمل بیان کیا ہے؟ ملاحظہ ہوں درج ذیل آیات کریمہ:

322-وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ...... ○ ﴿سورۃ الانعام:136﴾

"اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیے ان میں ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے کہ یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا"

معلوم ہوا کہ مشرکین اپنی کچھ کھیتیوں اور اپنے مویشیوں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ (بلکہ اللہ تعالیٰ کے بالمقابل) بتوں کے نام پر وقف کرتے تھے۔

323-وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا ...... ○ ﴿سورۃ الانعام:138﴾

"اور بولے یہ مویشی اور کھیتی روکی ہوئی ہے اسے وہی کھائے جسے ہم چاہیں اپنے

جھوٹے خیال سے اور کچھ مویشی ہیں جن پر چڑھنا حرام ٹھہرایا"

یعنی کھیتی میں سے جسے چاہتے کھانے کی اجازت دیتے اور دوسروں کے لیے حرام ٹھہرا دیتے تھے اور جن جانوروں کو بتوں کے نام وقف کرتے تھے، ان پر سواری کرنا حرام ٹھہرا لیتے تھے۔

324-وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۗ...... ○ ﴿سورۃ الانعام:139﴾

"اور بولے جو ان مویشیوں کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کا ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور مرا ہوا نکلے تو وہ سب اس میں حصہ دار ہیں"

325-مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ...... ○

﴿سورۃ المائدۃ:103﴾

"اور اللہ نے (مقرر و حرام) نہیں کیا کان چرا ہوا اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی"

326-...... وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۖ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ ﴿سورۃ المائدۃ:103﴾

"ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں"

مشرکین بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے ان جانوروں کو قربان کرنے کے لیے بتوں یا ان سے منسوب پتھروں (نصب) پر لے جاتے تھے۔

327-...... وَّاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا ...... ○ ﴿سورۃ المائدۃ:138﴾

"اور جانوروں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہیں لیتے"

وہ (کبھی تو) جانور ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی نہیں لیتے اور جب کبھی اللہ تعالیٰ کا نام لیتے بھی تو اپنے بتوں لات، عزیٰ وغیرہ کا نام بھی ساتھ ملاتے ہوئے کہتے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی۔

نذر و نیاز کے معنی ومفہوم پر مشتمل اس ابتدائی گفتگو میں آپ نے اہل ایمان کے ہاں نذر و نیاز اور صدقہ وخیرات کے تصور وطریقہ کا مختصراور بعدازاں مشرکین کے عقیدہ وعمل کا تفصیلی بیان ملاحظہ فرمایا۔

اگرچہ اس قدر تفصیل سے بھی یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ مشرکین کی نذر و نیاز اور اہل ایمان کے تحفہ وہدیہ، نذر و نیاز اور صدقہ وخیرات میں کوئی مماثلت ومشابہت موجود نہیں تاہم قارئین کی آسان ذہن نشینی کے لیے تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے۔

اہلِ ایمان اور مشرکین کے عقیدہ وعمل کا تقابلی جائزہ

1- مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو اپنا الٰہ ٹھہراتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔

جب کہ مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کو الٰہ مانتے اور صرف اسی کی عبادت جائز وروا جانتے ہیں۔

2- مشرکین بتوں کو اپنا الٰہ سمجھتے ہوئے اپنی فصلیں اور اپنے جانور اللہ تعالیٰ کے بالمقابل ان کے نام وقف کرتے تھے۔

جب کہ اہلِ ایمان اپنے جانوروں اور فصلوں وغیرہ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر صدقہ کرتے ہیں۔ اپنے بزرگوں اور فوت شدگان کی طرف ان کی نسبت محض عرفی (رواجی) ہوتی ہے اور اس تحفہ وہدیہ اور صدقہ وخیرات سے ان کا مقصد اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرنا، ان کی دعائیں لینا اور فوت شدگان کی ارواح کو اس صدقہ وخیرات کا ثواب پہنچانا ہوتا ہے۔

اہلِ علم ودانش تو رہے ایک طرف کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ بھی اولیاء وصالحین اور اپنے فوت شدگان کو الٰہ نہیں مانتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہی مانتا ہے۔ اور انہیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کا محتاج سمجھتا ہے جو بجائے خود ان کے الٰہ سمجھے جانے کی نفی کرتا ہے۔

3- مشرکین بتوں کے نام وقف کیے ہوئے ان جانوروں کا استعمال حرام ٹھہرا لیتے تھے جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حلال ٹھہرایا ہے۔

جب کہ اہلِ ایمان صدقہ وخیرات کے لیے مقرر کردہ جانوروں کا استعمال حرام نہیں ٹھہراتے۔

4- چونکہ مشرکین بتوں کو اپنا الٰہ مانتے اور ان کی عبادت کرتے تھے اس لیے یہ نام نہاد نذر و نیاز بھی دراصل بتوں کی عبادت ہی تھی جس پر وہ ان کے تقرب و رضا اور ان سے نفع کے امیدوار و طلب گار رہتے تھے۔

جب کہ اہلِ ایمان اس صدقہ و خیرات اور عرفی نذر و نیاز پر کسی غیر اللہ سے اجر و ثواب طلب کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ ہی سے اجر و ثواب کے طلب گار و امیدوار رہتے ہیں۔

5- مشرکین اپنے جانور ذبح کرنے کے لیے بتوں کے نشانوں (نُصُب) پر لے جاتے تھے جہاں پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی پھٹکار برستی ہے

جب کہ اولیاء و صالحین کے مساکن و مزارات اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کے خاص مراکز ہوتے ہیں۔ 328-......اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴿سورۃ الاعراف:56﴾ ترجمہ: ''بے شک اللہ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب ہے'' اور ان کے قرب میں اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ و خیرات کرنا اور دیگر عبادات بجالانا نہ صرف جائز بلکہ یقینی طور پر زیادہ قدر و قبولیت کا باعث ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اہل ایمان ان رحمت و برکت کے مقامات کے قریب صدقہ و خیرات کرنا فرض و واجب نہیں بلکہ مستحب ہی مانتے ہیں۔ اہل ایمان کا اپنے مکانات و مقامات پر صدقہ و خیرات کرنا بھی ان کے اسی عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے۔

6- مشرکین جانور ذبح کرتے وقت ان پر اپنے بتوں کا نام بلند کرتے تھے۔

جب کہ اہلِ ایمان جس طرح دیگر اشیاء کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام پر صدقہ کرتے ہیں اس طرح اپنے جانور ذبح کرتے وقت بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا نام بلند کرتے ہیں حتیٰ کہ عین اس موقع پر اپنے محبوب آقا حضور نبی کریم ﷺ کا نام بھی نہیں پکارتے۔

7- مشرکین اُنکا گوشت کھانے کی بجائے بتوں پر چھڑکتے اور اسی طرح اُنکا خون بھی۔

جب کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیے گئے جانوروں کا گوشت اور صدقہ و

خیرات کی دیگر اشیاء اولیاء و صالحین کے مساکن و مزارات اور اپنے فوت شدگان کی قبروں پر چھڑک کر ضائع نہیں کرتے بلکہ غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ و عمل یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ اس صدقہ و خیرات سے ان کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا تقرب اور اس کی عبادت یا اولیاء و صالحین اور دیگر فوت شدگان کا تقرب اور ان کی عبادت۔

8- مشرکین بتوں کی محبت و عقیدت اور تعظیم میں اس قدر غلو کا شکار تھے کہ بتوں کے حصہ پر اللہ تعالیٰ کا کوئی اختیار نہیں سمجھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے حصہ پر بتوں کو حصہ دار سمجھتے تھے۔ یعنی اپنے جھوٹے خداؤں کو ایک سچے خدا پر فوقیت و برتری دیتے تھے۔

جب کہ اہل ایمان اولیاء و صالحین کی تعظیم و توقیر کا عقیدہ تو رکھتے ہیں مگر وہ کسی کو بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ تو درکنار اللہ تعالیٰ کے برابر بھی محبت و عقیدت اور تعظیم و توقیر کا حق دار نہیں سمجھتے جب کہ اس کے برعکس مشرکین کا طرزِ عمل تو فقط سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 62 اور سورۃ الانعام کی آیت نمبر 136 سے بھی خوب واضح ہے۔



آپ نے نذر و نیاز اور صدقہ و خیرات کے حوالے سے تفصیلی بیان ملاحظہ فرمایا۔ اس تمام تر تفصیل سے جہاں آپ نے بخوبی جان لیا کہ مشرکین کے عقیدہ و عمل کے شرکیہ ہونے کی کیا کیا وجہ تھی وہاں یہ بھی با آسانی سمجھ لیا ہوگا کہ اہل ایمان کے تحفہ و ہدیہ اور صدقہ و خیرات (عرفی و رواجی نذر و نیاز)...... اور ...... مشرکین کی نذر و نیاز میں کسی قسم کی کوئی مشابہت و مماثلت موجود نہیں بلکہ ہر اعتبار سے بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ اس لیے اس تمام فرق کو نظر انداز کر کے دونوں کو ایک جیسا قرار دینا اور اہل ایمان کے عقیدہ و معمول کو شرک ٹھہرانا محض جہالت و حماقت اور زیادتی و بے باکی ہے۔

چند اہم سوالات اور اُن کے جوابات

سوال نمبر 01: غیر اللہ کے نام پر مشہور ہونے والا جانور حلال ہے یا حرام؟

جواب: درج ذیل آیات کریمہ میں غور وفکر کیجیے اور باآسانی جواب تلاش کر لیجیے۔

329- مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ ﴿سورۃ المآئدۃ:103﴾

"اور اللہ نے (ان جانوروں کو جنہیں مشرکین بتوں کے نام منسوب کرتے ہوئے حرام بتاتے ہیں) بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام نہیں بنایا بلکہ کافر اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں"

مشرکوں کے جھوٹے بہتان کی وضاحت:

330- قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝

﴿سورۃ الانعام:140﴾

"بے شک تباہ ہوئے وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں احمقانہ جہالت سے اور اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے حرام ٹھہراتے ہیں اس رزق کو جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا۔ بے شک وہ بہک گئے اور راہ نہ پائی"

مزید وضاحت:

سورۃ الانعام کی آیات نمبر 144,143 کے ذیلی جملے ملاحظہ ہوں:

331- قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ ﴿سورۃ الانعام:143﴾

"اے محبوب (ﷺ)! تم فرماؤ: کیا اس نے (اللہ نے) دونوں نر حرام کیے یا مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہیں۔ کسی علم سے بتاؤ اگر تم سچے ہو"

332- ......اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴿سورۃ الانعام:144﴾

"(اے مشرکو) کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا (کہ ان جانوروں کو حرام قرار دے دو) تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اور کہے کہ اللہ نے انہیں حرام ٹھہرایا ہے) اس لیے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے۔ بے شک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا"

معلوم ہوا کہ:

1- بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے حلال جانور اللہ تعالیٰ نے حرام قرار نہیں دیے۔

2- انہیں حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھنا ہے۔

3- مشرکوں کا ان جانوروں کو حرام قرار دینا نری بے عقلی اور جہالت ہے اور خود گمراہ ہونا اور دوسروں کو گمراہ کرنا ہے۔

4- بہت بڑا ظلم ہے۔

5- جب بتوں کے نام منسوب و مشہور ہونے والے جانور بھی حرام نہیں بلکہ حلال ہیں تو اولیاء اللہ کے نام سے منسوب و مشہور ہونے والے جانور اور صدقہ و خیرات کی اشیاء و طعام کیسے حرام ہو سکتے ہیں۔

سوال نمبر 2: کوئی جانور کب حرام ہوتا ہے؟

جواب: مندرجہ ذیل آیت کریمہ ملاحظہ فرمایئے:

333-حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ...... وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ...... ○ ﴿سورۃ المائدۃ:03﴾

''حرام کیا گیا تم پر مُردار اور (بہتا ہوا) خون اور خنزیر کا گوشت اور جس جانور پر بوقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام پکارا گیا...... اور جو بتوں کے استھانوں یا ان سے منسوب پتھروں کے نشانوں پر ذبح کیا گیا ہو''

اس آیت کریمہ میں چند دیگر جانوروں کے علاوہ غیر اللہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل دو قسم کے جانور بھی حرام قرار دیے گئے ہیں۔

جانور حرام ہونے کی پہلی صورت:

334-وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ...... ○ ﴿سورۃ المائدہ:03﴾

''وہ جانور جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارا گیا''

لفظ...... اُھِلَّ ...... کا بیان:

اُھِلَّ...... اہلال سے ہے جس کا معنی ہے آواز بلند کرنا (لسان العرب ابن منظور ج 11 ص 701) اور محاورۂ عرب کے مطابق اس کا استعمال درج ذیل حالات و مواقع کے لیے معروف و مستعمل ہے۔

(1) پہلی رات کا چاند (ہلال) دیکھ کر آواز بلند کرنا:

335-يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ○ ﴿سورۃ البقرہ:189﴾

''اے محبوب (ﷺ) لوگ آپ سے نئے چاندوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں''

(2) ☆ 01- پیدائش کے وقت بچے کا آواز بلند کرنا:

﴿ترمذی ج 1 ص 167، ابن ماجہ ص 109، مشکوٰۃ باب دفن المیت ج 1 ص 184﴾

(3) ☆ 02- تلبیہ پڑھتے ہوئے آواز بلند کرنا (حج کے دوران بلند آواز سے ...... اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ...... پڑھنا)۔ ﴿ابن ماجہ ص 207﴾

(4) جانور ذبح کرتے وقت آواز بلند کرنا:

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 03 کے الفاظ...... وما اھل لغیر اللّٰہ بہ ...... میں مندرجہ بالا ترتیب کا آخری معنی مراد ہے۔

یعنی وہ جانور حرام کیا گیا ہے جس پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔

جیسا کہ مشرکین جانور ذبح کرتے وقت بتوں کا نام لیتے ہوئے کہتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى۔

اس آخر الذکر معنی میں ...... اُھِلَّ ...... کا یہ لفظ قرآن مجید میں چار مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

﴿سورۃ البقرہ: آیت نمبر 173، سورۃ المائدہ: آیت نمبر 03، سورۃ الانعام: آیت نمبر 145، سورۃ النحل: آیت نمبر 115﴾

لغت اور تفسیر وحدیث کی معتبر کتب میں ہر مقام پر اس لفظ و جملہ کا یہی معنی ومفہوم بالوضاحت بیان ہوا ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

لغت میں لفظ اُہِلَّ کا معنی:

﴿ابن منظور، لسان العرب ج 11 ص 701۔امام راغب اصفہانی، مفردات راغب ص 566 مطبوعہ مصر۔المنجد ص 1442 مطبوعہ پاکستان۔ تاج العروس ج 8 ص 173 مطبوعہ دار صادر بیروت﴾

تفسیر میں لفظ اُہِلَّ کا معنی:

اگرچہ ہمارے سامنے ان تفاسیر کی ایک طویل فہرست موجود ہے جن میں قرآن پاک کی ان چاروں آیات مبارکہ کے اُہِلَّ والے جملے کا یہی مفہوم ومطلب بیان کیا گیا ہے تاہم محض مثال کے طور پر چند نامور مفسرین کی عبارات کے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ......

...... وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَاذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ عَمَدًا لِاَصْنَامٍ ......

﴿تنویر المقباس تفسیر ابن عباس، ص 22 مطبوعہ مصر﴾

''اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا عمداً بتوں کے لیے ذبح کرنا''

نوٹ: چاروں مقامات پر ان الفاظ کا یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔

☆ امام ابن جریر نے اپنی تفسیر ابن جریر میں اس معنی کی تائید ووضاحت میں مکمل اسناد کے ساتھ دس روایات بھی نقل فرمائی ہیں۔ ﴿ج 1 ص 157، مطبوعہ مصر﴾

☆ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذِبْحِهٖ لِلصَّنَمِ

﴿تفسیر بیضاوی: ج 1 ص 211 مطبوعہ مصر﴾

''یعنی بلند کی اس کے ساتھ آواز ذبح کے وقت بت کے لیے''

☆ اَیْ مَاذُبِحَ فَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ فَهُوَ حَرَامٌ

﴿تفسیر ابن کثیر ج 2 ص 08﴾

''یعنی وہ جانور جسے ذبح کرتے ہوئے اللہ کے سوا کسی کا نام لیا جائے۔ پس ایسا جانور حرام ہے''

☆ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح بغیر خدا ﴿فتح الرحمان البقرہ: 173﴾

''جس جانور پر ذبح کے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام بلند کیا جائے، وہ حرام ہے''

طوالت سے بچتے ہوئے لغت اور تفسیر وحدیث کی فقط چند معتبر کتب کی عبارات اور حوالہ جات کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ صحابی رسول، رأس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس ؓ (تنویر المقباس تفسیر ابن عباس) سے لے کر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ قرآن فتح الرحمن) تک نامور مفسرین واکابر امت نے ......مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ......کا یہی معنی بیان فرمایا کہ وہ جانور جسے ذبح کرتے وقت اس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔

جیسا کہ حضرت امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ الذَّبِيْحَةُ اِذَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ الذَّبْحِ ﴿احکام القرآن ج 1 ص 125 مطبوعہ دار الفکر﴾

''مسلمانوں کے مابین اس میں کوئی اختلاف نہیں یعنی اس پر اتفاق واجماع ہے کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے''

گویا...... مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ...... کے ذریعے قرآن پاک نے واضح طور پر فیصلہ کر دیا کہ وہ جانور حرام ہے، جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔

نئے تراجم وتفاسیر کے حوالے سے انتباہ!

اس وضاحت سے آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ صحابہ کرام ؓ سے لے کر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک مترجمین ومفسرین نے قرآن پاک کے چاروں مقامات پر اس جملے کا ترجمہ ومفہوم کرتے ہوئے جانور اور وقتِ ذبح کی قید رکھی ہے یعنی ہر چیز کی بجائے جانور اور جانور کو بھی اس صورت میں حرام سمجھا ہے جب اُس کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے بجائے یا اُس کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام پکارا جائے۔

مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بعض نئے مترجمین ومفسرین نے اس اجماعی اور متفقہ ترجمہ ومفہوم کو پسِ پشت ڈال دیا اور دو نئی باتیں ایجاد کر کے اُمت میں افتراق وانتشار کا دروازہ کھول دیا۔ ایک تو یہ کہ جانور کے بجائے ہر چیز کو حرام قرار دے دیا اور دوسرے یہ کہا کہ کسی جانور کو غیر اللہ کے لیے نامزد اور مشہور کرنے سے وہ جانور حرام ہو جاتا ہے چاہے بوقت ذبح اس پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام پکارا جائے۔ اس طرح ان مترجمین ومفسرین نے آیت کے نزول کا مقصود ہی نظر انداز کر دیا ہے اور دراصل ان مشرکوں کے عقیدہ کی تائید کر دی ہے جو بتوں کے لیے نامزد کردہ جانوروں کو حرام قرار دیتے تھے حالانکہ یہ آیت تو نازل ہی ان کے رد میں ہوئی تھی۔

اب قارئین باآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سا ترجمہ درست ہے، اتفاق واجماع والا اکابر علماءِ اُمت کا ترجمہ...... یا...... ان نئے مترجمین ومفسرین کا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں افتراق وانتشار سے محفوظ رکھے اور بزرگوں کے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

غیر اللہ کے حوالے سے جانور کے حرام ہونے کی دوسری صورت:

336-حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ...... وَمَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ...... O ﴿سورۃ المآئدۃ:3﴾

''تم پر حرام کر دیا گیا...... وہ جانور جسے بتوں کی قربان گاہوں پر ذبح کیا گیا''

وَمَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ......کی وضاحت:

نُصُب سے مراد پتھر کی وہ مورتیاں ہیں جو مشرکین نے بتوں کے نام پر بیت اللہ (خانہ کعبہ) کے گرد نصب کی ہوئی تھیں اور وہ اپنے جانوروں کو پتھر کے ان نشانوں پر لے جا کر بتوں کی عبادت کے طور پر ان کی رضا وخوشنودی اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کے نام کے ساتھ ذبح کرتے اور ان کا خون اور گوشت ان پتھروں پر چھڑکتے تھے۔

اس کی وضاحت کے لیے درج ذیل دو عبارات ملاحظہ ہوں:

1- (وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ) كَانَتْ لَهُمْ حِجَارَةٌ مَنْصُوْبَةٌ حَوْلَ الْبَيْتِ يُذَبِّحُوْنَ عَلَيْهَا وَيُشَرِّحُوْنَ اللَّحْمَ عَلَيْهَا يُعَظِّمُوْنَهَا بِذَالِكَ وَيَتَقَرَّبُوْنَ بِهٖ اِلَيْهَا ﴿الکشاف: ج01 ص603﴾

''بیت اللہ کے گرد اُن کے پتھر گڑے ہوئے تھے جن پر وہ اپنے جانور ذبح کرتے اور (ان کا) گوشت ان پتھروں پر مل دیتے تھے اور اس طرح بتوں کی تعظیم کرتے اور ان کا تقرب حاصل کرتے تھے''

2- (وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ) اَلنُّصُبُ وَاحِدُ الْاَنْصَابِ وَهِيَ اَحْجَارٌ كَانَتْ مَنْصُوْبَةٌ حَوْلَ الْبَيْتِ يُذَبِّحُوْنَ عَلَيْهَا وَيَعُدُّوْنَ ذَالِكَ قُرْبَةً ﴿تفسیر البیضاوی ج01 ص410﴾

''انصاب کا واحد نُصُب ہے اور یہ وہ پتھر تھے جو بیت اللہ کے گرد گاڑے ہوئے تھے۔ مشرکین اپنے جانور ان پتھروں پر ذبح کرتے اور اسے بتوں کی خوشنودی شمار کرتے تھے''

حاصلِ کلام:

مشرکوں کے جانوروں کے حرام ہونے کی دو وجوہات سامنے آئیں۔

1- جانوروں کو بتوں کے لیے خاص کی ہوئی قربان گاہوں پر ذبح کرنا جس کا مقصد بتوں کے تقرب وتعبد (عبادت) کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

2- ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ یا اس کے سوا کسی اور کا نام پکارنا۔

سوال نمبر 3: اہل ایمان کے تحفے، ہدیے، صدقے اور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہونے والے جانور..... حلال ہیں یا حرام؟

جواب: آپ اس سے قبل پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو الٰہ سمجھتے ہوئے اس کے نام جانور وغیرہ منسوب ومشہور کرنا تو شرک ہے اور ایسا کرنے والا یقینی طور پر مشرک ہے مگر وہ جانور اس وقت تک حرام نہیں ہوتا جب تک کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہ پکارا جائے یعنی اس کے حرام ہونے کا سبب غیر اللہ کے نام پر ذبح ہونا ہے نہ کہ محض غیر اللہ کے نام سے منسوب ومشہور ہونا جیسا کہ قرآن پاک کی روشنی میں تفصیلاً مذکور ہو چکا۔

اس سے قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جب بتوں کے نام سے منسوب ومشہور ہونے والا جانور بھی مسلمان کے ہاتھوں اللہ کے نام پر ذبح ہو جائے تو حلال ہوتا ہے تو وہ جانور کیسے حرام ہو سکتا ہے جس کی محض عرفی (رواجی) نسبت ان اولیاء وصالحین سے ہو جنہیں مسلمان خدا نہیں بلکہ خدا کا بندہ سمجھتے ہیں اور ان جانوروں کو ان کی عبادت کے طور پر نہیں بلکہ ان کے ایصال ثواب کے لیے ذبح کرتے اور ان کا گوشت غرباء ومساکین میں تقسیم کرتے ہیں۔

آپ اس سے قبل سورۃ المائدہ آیت نمبر: 103، سورۃ الانعام آیات نمبر: 144,143,140 کے حوالہ سے پڑھ چکے ہیں کہ مشرکین کا بتوں کو اپنے الٰہ (معبود/خدا) سمجھنے کی وجہ سے اپنے جانوروں کو ان کے نام سے منسوب ومشہور کرنا تو یقیناً شرک ہے مگر ان کا اپنے جانوروں کو حرام ٹھہرا لینا محض اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تو ان جانوروں اور فصلوں کا استعمال جائز وحلال رکھا ہے جب کہ مشرکین انہیں حرام قرار دے کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا کہ حلال جانوروں کے حرام ہونے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ انہیں بتوں کے لیے خاص کی ہوئی قربان گاہوں پر لے جا کر ذبح کیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔

چونکہ اہل ایمان کے ہاں ان میں سے کوئی بھی صورت نہیں پائی جاتی اس لیے ان کے تحفے، ہدیے، صدقے اور ایصال ثواب کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہونے والے جانور بالکل حلال ہیں اور انہیں حرام ٹھہرا دینا دراصل مشرکین کے طرز عمل کی تائید کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

- 10 -

مزید شرکیہ عقائد واعمال کا بیان

شرک کی مذکورہ صورتوں کے علاوہ مشرکین مندرجہ ذیل دیگر شرکیہ عقائد واعمال میں مبتلا تھے۔

1- خیر کا خالق اور خدا ہے جب کہ شر کا خالق اور خدا ہے: بعض مشرکین کا عقیدہ تھا کہ خیر کا خالق اللہ ہے اور اسے یزدان کہتے ہیں جب کہ شر (برائی) کا خالق دوسرا خدا ہے اور اسے اہرمن کہتے ہیں۔ اب بھی قدیم ایرانی مصلح زرتشت کے پیروکار پارسی (مجوسی) لوگ یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ بلکہ ان کے ہاں خدا کا تصور ایسا زوال پذیر ہے کہ اب خدا کی صفات کو مشخص کر کے سات ہستیوں اور آگ، چاند، سورج ایسے مظاہر قدرت کی پرستش بھی ان کے عقیدہ وعمل کا حصہ ہے۔

قرآن مجید میں ان لوگوں کا شرکیہ عقیدہ بھی بیان ہوا ہے اور اس کا رد بھی:

337- وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

﴿سورۃ الصّٰفّٰت: 96﴾

"اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو"

338- لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

﴿سورۃ الانبیآء: 22﴾

"اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں"

2- بعض مشرکین عرب رب تعالیٰ کو کائنات کا خالق تو مانتے تھے مگر ساتھ ہی ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ وہ اتنی بڑی کائنات پیدا کر کے تھک چکا ہے اور اکیلا اتنی بڑی کائنات کا انتظام چلانے سے عاجز ہے اور اس نے کائنات کا انتظام مجبوراً ان کے باطل معبودوں کو سونپ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان شرکیہ عقیدوں کے رد میں فرمایا:

339- اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝

﴿سورۃ ق: 15﴾

"تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے کے بارے میں شبہ میں ہیں"

340- وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ڰ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝

﴿سورۃ ق: 38﴾

"اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور تھکان ہمارے پاس نہ آئی"

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

﴿سورۃ بنی اسرائیل: 111﴾

"اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کے لیے جس نے اپنے لیے بچہ اختیار نہ فرمایا اور بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں اور کمزوری سے اس کا کوئی حمایتی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو"

خلاصۃ الکتاب

1- اللہ تعالیٰ واجب الوجود، قدیم و مستقل (ہمیشہ سے اور ہمیشہ کیلئے)، لامحدود اور ہر قسم کے نقص و عیب اور اُدھورے پن سے پاک ہے۔ وہ ساری مخلوق کا خالق و مالک ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔

2- اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات مخلوق میں بھی پائی جاتی ہیں۔

3- اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ازلی و ابدی، قدیم و مستقل، ذاتی اور لامحدود ہیں جب کہ مخلوق کی تمام صفات حادث و مخلوق، عطائی یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اور محدود ہیں۔

4- اللہ تعالیٰ ہی تمام اعمال و افعال اور تمام احکام کا ذاتی و حقیقی مالک و مختار ہے جب کہ مخلوق کی طرف ان کی نسبت فقط مجازی ہے۔

5- مخلوق کی صفات کو عطائی کی بجائے اس کی ذاتی ...... حادث و مخلوق (نئی پیدا شدہ) کی بجائے ازلی و ابدی اور قدیم و مستقل اور ...... محدود کی بجائے لامحدود ماننا دراصل اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی صفات کو برابر اور ایک جیسا قرار دینا ہے اور یہ بغیر کسی شک کے شرک ہے۔

6- اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی صفات میں ذاتی و عطائی ...... قدیم و مستقل اور حادث و مخلوق ...... لامحدود اور محدود ...... اور ...... حقیقی و مجازی کا فرق ملحوظ رکھا جائے تو برابری کا کوئی امکان و شائبہ نہیں اور اس لیے شرک کا کوئی سوال ہی نہیں۔

7- ذاتی و عطائی، قدیم و حادث، لامحدود و محدود اور حقیقی و مجازی کی یہ گفت گو اور گنجائش

ہے صرف صفات کے حوالے سے اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے الٰہ یعنی عبادت کا حق دار ہونے کا تعلق ہے تو تمام مخلوق کے خالق اور حقیقی مالک ہونے، واجب الوجود اور قدیم و مستقل ہونے کی وجہ سے یہ حق صرف اسی کے ساتھ مخصوص ہے اور مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کا حق دار (معبود) سمجھنا شرک ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کی عطا کا ہی اعتقاد رکھے اس لیے کہ اُلوہیت یعنی عبادت کا حق دار ہونے میں عطائیت کے تصور کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

8- مشرکین کے باطل معبود عاجز و مجبور محض اور لاچار و بے بس ہیں جنہیں کسی کی مدد کرنے کا کوئی تصرّف و اختیار اور سفارش و شفاعت کا کوئی اذن حاصل نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے وسیع علم و مشاہدہ، تصرّف و اختیار اور سفارش و شفاعت کی اہلیت پر بلا مبالغہ سینکڑوں آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ شاہد ہیں۔

9- مشرکین بتوں کے ساتھ محبت و عقیدت، تعظیم و توقیر، تصرّف و اختیار، مدد و استمداد، نداء و پکار، نذر و نیاز وغیرہ کے حوالے سے جو رویے اختیار کرتے تھے، انہیں اس لیے شرک قرار دیا گیا کہ وہ انہیں اپنا الٰہ سمجھتے تھے بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر اور کبھی برتر مانتے تھے جب کہ اہلِ ایمان صرف ایک اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا الٰہ مانتے ہیں اور محبوبانِ الٰہی کے علم و مشاہدہ، تصرّف و اختیار اور سفارش و شفاعت کی اہلیت کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ، اس کی مرضی و منشاء کی پابند اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بالمقابل بالکل محدود مانتے ہیں اور اس اعتقاد کا عین اسلام ہونا دو چار نہیں بلکہ سینکڑوں آیات و احادیث مبارکہ سے ثابت و واضح ہے۔

10- توحید و شرک کا فیصلہ و فتویٰ جاری کرتے وقت مشرکین اور اہلِ ایمان کے عقائد و اعمال کی نوعیت کا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ مشرکین کے باطل معبودوں کی عاجزی و مجبوری اور بے بسی و لاچاری کے بیان پر مشتمل قرآنی آیات کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں پر چسپاں کرتے ہوئے انہیں بھی بتوں کی طرح عاجز و مجبور اور بے بس و لاچار قرار دینا بہت

بڑی ناانصافی، بددیانتی اور جسارت و گستاخی ہے۔

11- اسی طرح جو قرآنی آیات کفار و مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، وہ مومنوں پر چسپاں کرتے ہوئے انہیں بھی مشرک قرار دینا پرلے درجے کی حماقت و جہالت اور بے احتیاطی و بربادی ہے اور اسے مردود خارجیوں کی عادت قرار دیا گیا ہے۔

ملاحظہ ہو بخاری شریف کی درج ذیل عبارت:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَىٰ
آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

''اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور آپ نے فرمایا: انہوں نے جو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئیں، وہ مسلمانوں پر چسپاں کردیں''

﴿بخاری کتاب استتابة المرتدین باب قتل الخوارج والملحدین 02 / 1046﴾

-------------------- تمت بالخیر --------------------

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب، خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں راہ حق کے ان محتاط مسافروں کی قربت و رفاقت عطا فرمائے جو نہ تو کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر اور اس جیسا سمجھتے ہیں اور نہ توحید کے نام پر محبوبان الٰہی کی تنقیص کرتے ہیں۔ آمین!

والسلام...... دعاءِ خیر کا طالب...... احمد رضا خاں عفی عنہ

تعارف تحریکِ مطالعۂ قرآن

مقصد ○ ماضی ○ حال ○ مستقبل

بدعقیدگی و بدعملی، ذہنی و فکری انتشار، فحاشی و عریانی، بے راہ روی اور دین بیزاری کا سیلاب ہر گھر کے ہر فرد کی طرف جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے، اس کے تباہ کن اثرات کسی بھی ہوش مند اور باشعور شخص سے پوشیدہ نہیں۔ ہر درد مند فکرمند ہے کہ اس سیلاب کا راستہ کیسے روکا جائے؟ ایمان کیسے بچایا جائے اور اخلاق کیسے سنوارے جائیں؟

بے سوچے سمجھے کوئی جو چاہے کہہ دے مگر بیماری کے صحیح علاج کیلئے بیماری کا سبب جاننا بہت ضروری ہے۔ آپ ایک بار نہیں ہزار بار غور کر لیجیے۔ ہوسکتا ہے فروعی اور ذیلی اسباب تو بہت ہوں مگر اس خرابی و بیماری کا بنیادی سبب ایک ہی ہے، کتاب انقلاب قرآن مجید اور مصلح اعظم حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فکری و عملی دوری۔ دوری بھی ایسی ہے کہ ہمارا مسٹر ہو یا مولوی، سو (100) کیا ہر ہزار میں، فقط چند کے سوا باقی سب نہ قرآن سے راہنمائی لیں اور نہ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو راہنما بنائیں۔ دعوے ہیں، نعرے ہیں اور پروپیگنڈے جن میں ایک سے بڑھ کر ایک۔ بھلا دعووں، نعروں یا پروپیگنڈے سے بھی کبھی خطرات ٹلتے اور حالات سنورتے ہیں۔ خطرات کی روک تھام اور حالات کی تبدیلی کیلئے تو ایسی پُرخلوص انفرادی و اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے جو وقتی اور عارضی نہیں بلکہ بھرپور اور مسلسل ہو۔

اس جدوجہد کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے 2003ء میں چند درد مند احباب نے اللہ تعالیٰ اور اُسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت کے بھروسے پر تحریکِ مطالعۂ قرآن کی بنیاد رکھی اور المرکز الاسلامی والفن روڈ لاہور کینٹ میں مرکزی دفتر قائم ہوا۔

جدید خطوط پر قرآنی تعلیمات عام کرنا اور صحیح معنوں میں قرآنی معاشرے کی تشکیل کے لیے جدو جہد کرنا تحریک کا بنیادی مقصد قرار پایا۔

کارکردگی:

1- لوگوں کی بڑھتی ہوئی مصروفیات کے پیش نظر فہم قرآن کا نہایت آسان اور دلچسپ تعلیمی طریقہ متعارف کروایا گیا جس کے ذریعے ملک کے مختلف علاقوں سے سینکڑوں افراد بہت کم وقت صرف کر کے گھر بیٹھے بغیر فیس قرآن مجید کا فہم حاصل کر رہے ہیں۔

2- تعلیمات قرآنی کے فروغ کے لیے مختلف مقامات پر اجتماعی مطالعۂ قرآن پر مشتمل دروس قرآن کا اہتمام کیا گیا جن میں فیصل آباد اور مرکز تحریک لاہور میں قرآن مجید کا مطالعہ مکمل ہوا اور لاہور ہی میں جامع مسجد درس بڑے میاں مغل پورہ، جامع مسجد قاسم خاں صدر کینٹ، جامع مسجد ابوبکر نقشبندیہ مین بازار قینچی اور جامع مسجد چوک داگراں برانڈرتھ روڈ میں منتخب مطالعۂ قرآن پر مشتمل درس قرآن جاری رہا۔

3- عوامی تربیت کیلئے دیگر پروگراموں کے علاوہ گزشتہ سالوں میں رمضان المبارک میں اجتماعی اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔

4- افراد معاشرہ میں دینی کتب کے مطالعہ کا شوق پیدا کرنے اور دینی تعلیمات کے فروغ کے لیے عوامی لائبریریوں کے نیٹ ورک کے قیام کے سلسلے میں ابتدائی قدم کے طور پر مین بازار قینچی لاہور میں مطالعۂ قرآن عوامی لائبریری قائم کی گئی ہے۔

5- وقتاً فوقتاً اہم موضوعات پر مفید ومختصر کتابچے شائع کر کے مفت تقسیم کیے گئے۔

6- دور حاضر کی انسانی ضروریات و نفسیات اور ماحول سامنے رکھتے ہوئے قدیم وجدید موضوعات پر تحقیقی لٹریچر کی تیاری کیلئے سینکڑوں کتب پر مشتمل ریسرچ سنٹر قائم کیا گیا ہے جہاں نومبر 2008ء سے اہل افراد کی خدمات حاصل کر کے تحقیقی کام شروع ہے۔

عنقریب آغاز کے منتظر پروگرام:

❶ علمی و تعلیمی مواد پر مشتمل ویب سائیٹ کا اجراء ❷ آن لائن دینی راہنمائی کا اہتمام ❸ ریسرچ لائبریری کیلئے مزید کتب کا حصول ❹ ریسرچ سکالرز کی تعداد میں اضافہ ❺ تحریک کے اشاعتی ادارہ/مکتبہ کا قیام

علاوہ ازیں مکمل اور طویل المیعاد منصوبہ بندی کا تفصیلی خاکہ بھی تحریراً تیار ہے اور دلچسپی رکھنے والے احباب کو برائے ملاحظہ وتبادلۂ خیال پیش کیا جا سکتا ہے۔

قارئین محترم! جذبے، لگن، صلاحیت اور منصوبہ بندی کی اہمیت اپنی جگہ مگر اہل افراد کی دستیابی اور مالی وسائل کی فراہمی کے بغیر یہ سب کچھ زبانی جمع خرچ کے سوا کیا ہے؟

آپ جانتے ہیں کہ ہماری مساجد میں تعلیم وتعلم پر کتنا وقت اور سرمایہ خرچ ہوتا ہے اور محراب و مینار اور در و دیوار کی شیشہ گری و میناکاری پر کتنے سال لگتے اور کتنا مال خرچ ہوتا ہے۔

جہاں اہل علم غیر علمی مشاغل پر مطمئن ہوں اور اہل دولت کے کثیر وسائل مروجہ محافل، نذرانوں، مزارات کی تزئین و آرائش، عرسوں، سوئم و چہلم وغیرہ پر ترجیحاً خرچ ہوں وہاں دروس قرآن و حدیث، تعلیم وتعلم، لائبریری، کتاب وغیرہ کے سلسلے کیا فروغ پائیں گے۔

تحریک مطالعۂ قرآن کو بھی اپنی علمی کتب کی طباعت واشاعت، ریسرچ لائبریری کی کتب میں اضافے، ریسرچ سکالرز کی تعداد میں توسیع اور اپنے دیگر علمی منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے اسی مشکل کا سامنا ہے۔

آپ علماء ہوں یا مشائخ، تاجر ہوں یا ملازم، افسر ہوں یا ماتحت، سیاست دان ہوں یا عسکری، امیر ہوں یا غریب...... سب سے یہی درخواست ہے کہ......

آگے بڑھیے!!! اور تحریک مطالعۂ قرآن کا پاکیزہ پروگرام ہر سُو عام کرنے کے لیے اپنے علم وتجربہ، اپنے وقت، اپنے مال اور اپنی محنت کے ذریعے ہمارا ساتھ دیجیے۔

معاونت کی عملی صورتیں:

1- اہلِ علم درسِ قرآن وحدیث کے فروغ اور تحقیق وتحریر کیلئے اپنا وقت عنایت فرمائیں۔

2- اہلِ ثروت لائبریریوں کے نیٹ ورک اور کتابوں کی تعداد میں توسیع، ریسرچ سکالرز کی تنخواہوں، کتابوں کی طباعت واشاعت، تعلیم وتربیت کے پروگراموں کے انعقاد و اہتمام، اخباری اشتہارات اور ماہانہ اخراجات کے لیے دل کھول کر مالی معاونت کریں۔

3- تحریک مطالعۂ قرآن کی کتب کی اشاعت کے لیے عطیات دے کر بھی آپ علم کے فروغ میں ہمارا ساتھ دے سکتے ہیں۔

4- چوں کہ ان کتب کی آمدن شعبۂ تحقیق کی خود کفالت اور شعبۂ طباعت واشاعت کے قیام واستحکام کا ایک ذریعہ ہے اس لیے احباب میں تقسیم کرنے کے لیے آپ زیادہ سے زیادہ تعداد میں کتب خرید کر ہماری ان کوششوں میں معاونت کر سکتے ہیں۔ یہ علمِ دین کی خدمت بھی ہے اور اپنے پیاروں کے ایصالِ ثواب کا بہترین دائمی ذریعہ بھی۔

کاش! اپنے سارے مالی وسائل غیر علمی کاموں پر خرچ کر دینے والے احباب بھی علمِ دین کی تبلیغ واشاعت کی ضرورت وفضیلت جان لیں۔

---------------- حدیثِ رسولِ مقبول ﷺ ----------------

حضور ﷺ نے فرمایا: اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَه...... جب ابنِ آدم فوت ہوتا ہے اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔

﴿مسلم کتاب الوصیة باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ﴾

قرآنی تصورات

کے آسان فہم پر مشتمل

مفید کتابیں

قرآن پاک اور بخاری و مسلم کی روشنی میں

علمِ مصطفیٰ ﷺ

پروفیسر احمد رضا خان

توہینِ رسالت

کا

علمی و تاریخی جائزہ

انبیاء و اولیاء کے اختیارات کا اسلامی تصور

100 قرآنی آیات اور 288 احادیث کی روشنی میں

پروفیسر احمد رضا خان

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور



تحریکِ مطالعہ قرآن

0300-4196523, 0322-4280455

E-mail: tm.quraan@yahoo.com